تیمّم کے مسائل

تیمّم کی اجازت کب ہے(۱):

سوال: زید اپنی بیماری اور معذوری کی وجہ سے پانچوں نمازوں کے اوقات میں مکمل وضو کرنے سے قاصر ہے، صرف صبح سویرے مکمل وضو کر سکتا ہے، باقی اوقات میں چہرہ پاؤں وغیرہ دھونے سے شدید قسم کا درد شروع ہو جاتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(۱) اس صورت میں زید نماز کس طرح ادا کرے۔ آیا تیمّم کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ یا وضو ہی کرنا ضروری ہے۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ ، مَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ ، وَّلٰـكِنۡ يُّرِيۡدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ وَلِيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ". (سورۃ المائدۃ:۶)

اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو، یا آیا ہے کوئی تم میں سے ضرورت کی جگہ سے یا پاس گیا ہو عورتوں کے، پھر نہ ملا تم کو پانی تو ارادہ کرو پاک زمین کا پھر ملو اپنے منہ اور ہاتھوں کو۔۔۔ الخ۔

تیمّم کی یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلیہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ۵ھ میں غزوہ (بنی مصطلق) میں گئے ہوئے تھے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے کا ہار جو وہ اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مانگ کر لائی تھیں، گر گیا۔ جب سب آگے بڑھ آئے تو ان کو احساس ہوا کہ ہار گر گیا ہے۔ اس کی خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کو ہوئی تو وہ ٹھہر گئے، اور ہار کی تلاشی کی گئی۔ قافلہ کے پاس پانی نہ تھا اور جس جگہ قیام کیے ہوئے تھے وہاں بھی پانی نہ تھا، تلاش میں تاخیر ہوئی۔ جب نماز کا وقت آیا تو لوگوں میں بے چینی ہوئی۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آکر کہا:

آپ دیکھ رہے ہیں کہ عائشہ نے کیا کیا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور بولے، تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ایسی جگہ روک دیا ہے، جہاں پانی نہیں ہے۔ پھر اور کچھ سخت سست کہا۔ اسی موقع پر تیمّم کی آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے:

اے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (یعنی اسلام میں تمہاری برکات بہت ہیں) تمہاری وجہ سے تیمّم کی رخصت ملی۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد وغیرہ، باب التیمم)۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۷۸، ۱۷۹، مؤلفہ انیس الرحمٰن قاسمی)

"عن أبی ذرؓ: أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: إن الصعید الطیب طھور للمسلم وإن لم یجد الماء عشر سنین". (ترمذی، باب التیمم للجنب إذالم یجد الماء. وأبو داؤد، باب الجنب) ==

(۲) باقی اوقات میں صرف ہاتھوں کو دھوسکتا ہے، تو کیا اس کی اجازت ہے کہ چہرہ اور پاؤں پر مسح کرے یا تیمّم کرے؟ وضاحت کے ساتھ جواب سے نوازیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

تیمّم کے جواز وعدم جواز کی بنیاد عذر ہے کہ اگر ایسی بیماری یا ایسا عذر ہو جس میں پانی کا استعمال مضر اور تکلیف دہ ہو یا پانی کے استعمال پر بالکل قدرت نہ ہو تو ایسی صورت میں تیمّم کرنا شرعاً جائز ہے۔(۱)

== حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمانوں کے لیے پاکی کا ذریعہ ہے اگر چہ دس سال تک پانی نہ ملے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکی کو نصف ایمان قرار دیا ہے اور یہ پاکی چاہے حدث اصغر سے ہو یا حدث اکبر سے پانی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔مگر انسان کے حالات مختلف ہوتے ہیں، کبھی وہ صحت مند رہتا ہے اور کبھی بیمار ہوتا ہے اور بیماری ایسی بھی ہوتی ہے کہ پانی کا استعمال اس کی صحت کے لیے سخت نقصان دہ ہوتا ہے۔ یا کبھی وہ ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں پانی نہیں ہوتا ہے۔اس لیے ایسی تمام صورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ''یُسر وآسانی'' کے پیش نظر مٹی کو پانی کے قائم مقام کردیا ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

زمین ہمارے لیے (اللہ کی طرف سے) مسجد اور پاکی (حاصل کرنے) کا ذریعہ بنائی گئی ہے۔(بخاری ومسلم، باب التیمم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مٹی کے ذریعہ پاکی حاصل کرنا صرف اس امت کی خصوصیت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو انبیاء کرام آئے تھے، ان کی امتوں کو پاکی حاصل کرنے کی یہ سہولت نہیں دی گئی تھی، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں اس کی تشریح ہے۔وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں ان میں سے ایک زمین کی پاکی اور اس کا نماز کے لیے ہونا ہے۔(بخاری ومسلم، باب التیمم)

تیمّم کی حکمت:

مٹی کو پاکی کا ذریعہ بنانے کی حکمت یہ ہے کہ مٹی ہر جگہ عموماً ملتی ہے اور بعض چیزوں میں پانی کے بدلے پاکی کے لیے اسے استعمال کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ جیسے جوتے یا چپل میں اگر نجاست لگ جائے تو مٹی پر رگڑ کر صاف کر لینے سے وہ پاک ہو جاتا ہے۔اس لیے تنگی وحرج کے موقع پر مٹی ہی کو وضو وغسل کا قائم مقام کرنا مناسب تھا اور اس لیے بھی کہ وضو کے اعضا میں سے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے پورے حصہ پر جب مٹی ملی جاتی ہے تو اس سے نفس میں تذلل اور خدا کے آگے جھکاؤ پیدا ہوتا ہے اور یہ خدا سے عفو وکرم طلب کرنے کی حالت ہوتی ہے۔اس لیے یہ کیفیت حکماً طہارت کی ہو جاتی ہے۔(حجۃ اللہ البالغۃ:۱/۱۸۰)۔(طہارت کے احکام ومسائل،صفحہ ۱۷۶،۱۷۷،انیس)

(۱) **تیمّم مندرجہ ذیل عبادتوں کے لئے ہے:**

طہارت کے واسطے تیمّم کی سہولت ان لوگوں کو دی گئی ہے جن کے پاس طہارت کے لیے پانی نہ ہو یا پانی کے استعمال پر مرض وغیرہ اعذار کی وجہ سے قدرت نہ ہو، ایسی صورتوں میں:

۱۔ جن عبادتوں کے لیے وضو کرنا فرض ہے ان کے لیے وضو...... کا تیمّم بھی فرض ہے اور جن کے لیے واجب ہے ان کے لیے تیمّم بھی واجب ہے اور جن کے لیے وضو سنت یا مستحب ہے ان کے لیے وضو کے بدلے تیمّم بھی سنت یا مستحب ہے اور یہی حکم غسل کا ہے۔

۲۔ چنانچہ پانی نہ ملنے کی صورتوں میں فرض وواجب نمازوں کے لیے تیمّم کرنا بھی فرض ہے اسی طرح سنن ونوافل کی ادائیگی کے لیے بھی، اور ایک تیمّم سے جب تک کہ حدث یا ناقض تیمّم نہ پایا جائے اگر وہ تیمّم نماز کی نیت سے کیا گیا ہے تو اس سے ہر نماز یعنی فرائض، واجبات، نوافل وسنن اور قضا نمازیں بشمول صلوٰۃ کسوف وخسوف، عیدین، جنازہ واستسقا ادا کی جائے گی، اسی طرح اس تیمّم سے قرآن چھونا، لکھنا پڑھنا، سجدۂ تلاوت کرنا اور دیگر وہ تمام عبادتیں جن کے لیے طہارت شرط ہے وہ سب جائز ہیں، نیز جن عبادتوں کے لیے طہارت مستحب یا سنت ہے وہ بھی جائز ہیں۔(ردالمحتار:۱/۲۴۱-۲۴۲۔الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۲۵۸)۔(طہارت کے احکام ومسائل:صفحہ ۱۹۵،انیس)

لہٰذا صورت مسئولہ میں جب مکمل وضو کرنے پر قدرت ہو وضو کرنا ضروری ہے مسح یا تیمّم درست نہیں اور جب ہاتھ کے علاوہ دوسرے اعضا چہرہ اور پاؤں دھونے سے سر میں شدید قسم کا درد ہونا تجربہ یا ظن غالب سے ثابت ہو، تو ایسی صورت میں ہاتھ کو دھولیں اور بقیہ اعضا پر مسح کر کے نماز پڑھیں، تیمّم کرنا درست نہیں ہے۔

كما في الفتاوىٰ الهندية: ولو كان يجد الماء إلا أنه مريض يخاف إن استعمل الماء اشتد مرضه أو أبطأ برءه،(إلىٰ قوله) ويعرف ذلك الخوف إما بغلبة الظن عن أمارة أو تجربة أو خبر طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق . كذا في شرح منية المصلي لإبراهيم الحلبي(إلىٰ قوله)ولا يجمع بين الغسل و التيمم. (ج۱ص۲۸،هٰكذا في الهداية ونور الإيضاح وغيرهما)

وفي البدائع :ولنا قوله تعالىٰ مطلقاً من غير فصل بين مرض ومرض إلا أن المرض الذي لا يضر معه استعمال الماء ليس بمراد فبقي المرض الذي يضر معه استعمال الماء.(۴۸/۱)

وفي النوادر:وإن استوى الصحيح والسقيم لم يذكر في ظاهر الرواية، وذكر في النوادر: أنه يغسل الصحيح ويربط الجبائر على السقيم و يمسح عليها وليس هذا جمع بين الغسل والمسح لأن المسح على الجبائر كالغسل لما تحتها.(بدائع الصنائع: ۵۱/۱،مطبع پاكستاني) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی ۔(حبیب الفتاویٰ:۶/ ۵۵تا۵۷)

تیمّم کی نیت:

سوال: تیمّم کی نیت کیسے کرنی چاہئے؟ اگر عربی کی نیت انسان کو یاد نہ ہو، مادری زبان میں نیت کرنے کا کیا حکم ہے؟ نیز عربی میں نیت کے الفاظ کیا ہیں؟

الجواب

تیمّم کی نیت دل کے ارادہ سے عبارت ہے۔ اگر دل میں ارادہ ہو تو یہ نیت صحت تیمّم کے لئے کافی ہے۔ تاہم بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی نیت کی جائے اگر عربی میں نیت یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں اس کا ترجمہ کرے، البتہ عربی میں نیت یوں ہے:

نويت أن أتيمّم لرفع الحدث ولاستباحة الصلوٰة.(۱)

لیکن نیت پر تلفظ کرتے وقت متعلقہ فعل کا دل سے ارادہ کرنا ہوگا تا کہ زبان اور دل کے ارادہ میں یکسانیت رہے۔

قال الحسن بن عمارؒ:التيمم:وهو لغةً:القصد، وشرعاً:مسح الوجه واليدين عن صعيد مطهر والقصد شرط له(وبعد أسطر)يشترط لصحة نية التيمم للصلوة به أحد ثلاثة أشياء إما نية

(۱) ''إني أتيمّم لرفع الحدث''، یا ''إني أتيمّم لاستباحة الصلوٰة''، یا تیمّم جنابت میں ''إني أتيمّم لرفع الجنابة'' بھی کہہ لینا کافی ہے، ''نویت'' کا کہنا ضروری نہیں ہے۔ انیس

الطهارة من الحدث القائم به أو نية استباحة الصلوة أو نية عبادة مقصودة لاتصح بدون طهارة. (مراقی الفلاح ،باب التيمم: ج١ص٦٠)(١)(فتاویٰ حقانیہ:۵۴۹/۲)☆

دوسرا شخص تیمّم کرائے تو درست ہے یا نہیں اور نیت کون کرے:

سوال: شدید بیماری یا ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھ شل ہو جانے کی وجہ سے خود تیمّم نہ کرسکتا ہو تو دوسرا شخص تیمّم کرادے تو درست ہے یا نہیں؟ اور نیت کون کرے؟ بینوا توجروا۔

(١) وفی الهندية:منها النية و كيفيتها أن ينوی عبادة مقصودة لاتصح إلا بالطهارة أو نية الطهارة أو استباحة الصلوٰة تقوم مقام إرادة الصلوٰة...الخ. (الهندية:٢٥/١-٢٦،باب التيمم،ومثله فی تبيين الحقائق :٣٩/١-٤٠،باب التيمم)

فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً. (سورة المائدة::٦)

یعنی پاک مٹی سے تیمّم کا ارادہ کیا جائے،اس لئے کہ تیمّم میں نیت کرنا شرط ہے۔

قال سفيانؒ: إذا علّمت الرجل التيمم فلايجزيک ذلک التيمم أن تصلی به إلا إن نويت به أنک تيممُ لنفسک وإذا علّمتها لوضوء أجزاک. (مصنف عبدالرزاق، باب الرجل يعلّم التيمم أ يجزيه،انیس)

☆ تیمّم میں نیت کس طرح کی جائے:

سوال: جب تبلیغی جماعت کے ساتھ جاتے ہیں تو مسائل کے مذاکرہ میں بتاتے ہیں کہ تیمّم میں نیت کرنا فرض ہے،تو اس سے کیا مراد ہے؟ کیا یہ مطلب ہے کہ نیت کرے کہ میں تیمّم کررہا ہوں یا کچھ اور؟

الجواب

تیمّم میں نیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں یہ تیمّم نماز پڑھنے کے لئے کررہا ہوں۔ یا طہارت حاصل کرنے کے لئے کررہا ہوں، یا حدث کو زائل کرنے کے لئے کررہا ہوں۔صرف تیمّم برائے تیمّم نیت کافی نہیں۔

وفی البحر:وشرطها أن ينوی عبادةً مقصودةً الخ أو الطهارة أو استباحة الصلوٰة أو رفع الحدث أو الجنابة فلا تكفی نية التيمم على المذهب،اهـ.(شامی: ج١ص١٨١) فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ،مفتی جامعہ خیر المدارس،ملتان،۷/۷/۱۴۰۹ھ (خیر الفتاویٰ:۱۲۵/۲)

تیمّم کا طریقہ:

تیمّم کے لیے سب سے پہلے نیّت ہونی چاہیے۔نیّت کا تعلق دل کے ارادہ سے ہے۔تیمّم سے پہلے (یعنی ہاتھوں کو مٹی پر مارتے وقت) یہ ارادہ ہونا چاہیے کہ وہ پاکی وعبادت کے لیے تیمّم کررہا ہے، چاہے یہ تیمّم وضو کے بدلے ہو یا غسل کے بدلے اور جب نیت ہوجائے تو بسم اللہ پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی کو پاک مٹی پر ہلکے سے مارنا چاہیے اس طرح کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی ہوں۔اس کے بعد ہاتھوں کو اٹھا کر ان کی مٹی جھاڑ ڈالنی چاہیے۔پھر دونوں ہاتھوں کو پورے طور پر چہرہ پر داڑھی سمیت اوپر سے نیچے کی طرف اس طرح ملنا چاہیے کہ چہرہ کا کوئی حصہ خالی نہ رہ جائے۔اس کے بعد دوبارہ اسی طرح دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارنا چاہیے اور ان کی مٹی کو جھاڑ ڈالے، پہلے بائیں ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کا مسح کرے، جب داہنے ہاتھ کا مسح ہوجائے تو اس کے بعد بائیں ہاتھ کا مسح کرے۔اگر ہاتھ کی انگلیوں میں انگوٹھی ہے تو اس کو نکال کر مسح کرے۔اور کوئی حصہ مسح سے چھوٹنے نہ پائے۔وضو اور غسل دونوں کے تیمّم کا یہی طریقہ ہے اور ایک ہی تیمّم دونوں کے لیے کافی ہے بشرطیکہ دونوں کی نیت کی جائے۔(طہارت کے احکام ومسائل،صفحہ ۱۸۱،۱۸۲،انیس)

الجواب

مذکورہ لاچاری اور مجبوری کی صورتوں میں دوسرا شخص تیمّم کرادے تو تیمّم ہوجائے گا مگر نیت معذور کو کرنا ہوگی، تیمّم کرانے والے کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔(۱) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۹۱/۸)

تیمّم میں اعضا کو گرد لگانا فرض ہے یا صرف ہاتھ پھیرنا:

سوال: تیمّم میں اعضا کو گرد لگانا فرض ہے؟ یا صرف ہاتھ پھیرنا فرض ہے؟ نیز یہ کہ تیمّم دو ضرب سے ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب لگائی جائے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

تیمّم میں اعضاء تیمّم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اعضا پر بھی غبار نظر آنے لگے۔ تیمّم میں اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب کی ضرورت نہیں۔ ویسے ہی اس جگہ ہاتھ پھیر دینا کافی ہے۔(۲)

(کفایت المفتی: ۲۶۱/۲)

تیمّم میں مٹی کا اثر آنے کا حکم:

سوال: آیا تیمّم کا ڈھیلا ایسا ہونا چاہئے جس کے ریزے جھڑ کر چہرے اور ہاتھ کو مٹی سے آلودہ کردیں اگر مٹی کا اثر چہرہ اور ہاتھ میں نہ پہنچے تو وضو کا بدل تیمّم ہوجائے گا؟

الجواب حامداً و مصلیاً

مٹی کے ڈھیلے کا ہاتھ پر کوئی ریزہ نہ آئے تب بھی تیمّم درست ہوجائے گا۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہ دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۹۲/۵)

---

(۱) وفي البحر: وشرطها أن ينوي عبادةً مقصودةً الخ أو الطهارة أو استباحة الصلوٰة أو رفع الحدث أو الجنابة فلا تكفي نية التيمم على المذهب، اهـ. (ردالمحتار: ج ۱ ص ۱۸۱، انیس)

(۲) عن عمار بن ياسرؓ حين تيمموا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فأمر المسلمين فضربوا بأكفهم التراب ولم يقبضوا من التراب شيئاً فمسحوا بوجوههم مسحةً واحدة ثم عادوا فضربوا بأكفهم الصعيد مرةً أخرىٰ فمسحوا بأيديهم. (ابن ماجة، باب في التيمم ضربتان، ص ۸۱، نمبر ۵۷۱)

جاء رجل إلىٰ عمرؓ بن الخطاب .... فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إنما كان يكفيك هكذا، وضرب النبي صلى الله عليه وسلم بكفيه الأرض، ونفخ فيهما، ثم مسح بهما وجهه و كفيه. (بخاري، باب المتيمم هل ينفخ فيهما؟ ص ۴۸ نمبر ۳۳۸/ مسلم، باب التيمم، ص ۱۵۹ نمبر ۸۱۹/۳۶۸) ان دونوں حدیثوں میں مسح کا جو طریقہ پیش کیا گیا ہے، اس میں کہیں بدن میں گرد و غبار لگنے کا ذکر نہیں ہے، لہذا نہ تو ہاتھ میں غبار لگنا فرض ہے اور نہ ہی اعضاء مسح پر لگنا ضروری ہے۔ انیس

(۳) (تيمم) ... (بمطهر من جنس الأرض وإن لم يكن عليه نقع) أي غبار. (الدر المختار: ۲۳۶/۱-۲۳۹، باب التيمم، سعيد. وكذا في الفتاوىٰ الهندية: ۲۷/۱، الباب الرابع في التيمم، رشيدية. وكذا في فتاوىٰ قاضي خان: ۶۱/۱، فصل فيما يجوز به التيمم، رشيدية)

تیمّم میں استیعاب کا حکم:

سوال: تیمّم میں استیعاب فرض ہے یا کہ نہیں اگر شق اول ہے تو اکمال فرض محال ہے، کیوں کہ اول تو دو ضرب رکھا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ ظاہر کف اور انگلیوں کے درمیان میں مسح نہیں ہوگا دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ ہاتھ پھیرنے سے ہر ہر گوشہ تک ہاتھ پہونچانا ناقص خیال میں محال ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

استیعاب ضروری ہے۔(۱)

قال حسن بن عمار الشرنبلالیؒ: الرابع من الشروط استيعاب المحل و هو الوجه و اليدان إلى المرفقين بالمسح فى ظاهر الرواية وهو الصحيح المفتى به فينزع الخاتم ويخلل الأصابع ويمسح جميع بشرة الوجه والشعر على الصحيح وما بين العذار والأذن إلحاقاً له بأصله.(مراقى الفلاح).(۲)

محال کو ضروری قرار دینا خلاف نص ہے: لَايُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلاَّ وُسْعَهَا. (سورة البقرة:۲۸۶)

اور ضروری کو محال سمجھنا خیال ناقص ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۶/۵-۱۸۷)

انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو تیمّم میں اس کو ہلانے کا حکم:

سوال: تیمّم میں تمام جگہوں پر ہاتھ کا پھیرنا ضروری ہے تو اگر انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو اس کے اوپر ہاتھ پھیر لینا کافی ہے یا اس کے نیچے والی جگہ پر ہاتھ پھیرنا ضروری ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

انگوٹھی کو ہلا کر اس کے نیچے والی جگہ پر ہاتھ پھیرنا ضروری ہے۔

---

(۱) <u>تیمّم کے فرائض:</u>

۱۔ تیمّم کے لیے نیت کا ہونا۔

۲۔ پاک مٹی یا اس کے جنس کا ہونا۔

۳۔ دو بار مٹی یا اس کے جنس کی چیزوں پر ہاتھ مارنا یا رکھنا۔

۴۔ دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت اور پورے چہرہ کا مسح کرنا۔

۵۔ اپنے ہاتھ سے مسح کے وقت کم از کم تین انگلیوں کا مسح کے لیے استعمال کرنا۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ۱۸۲، ۱۸۳، انیس)

(۲) ص ۱۲۰، باب التيمم، قديمى. فأما فى ظاهر الرواية: الاستيعاب فى التيمم فرض كما فى الوضوء. (المبسوط للسرخسى: ۲۴۳/۱، باب التيمم، دار الكتب العلمية. وكذا فى الفتاوىٰ الهندية: ۲۶/۱. الفصل الأول. خلاصة الفتاوىٰ: ۳۵/۱، مطبوعه امجد اكيڈمى، لاهور. الحلبى الكبير: ص ۶۳، فصل فى التيمم)

والظاهر أن ما تحت الخاتم الواسع إن أصابه الغبار لايلزم تحريكه وإلا لزم كالتخليل المذكور. آهـ. (شامی: ج۱ص۱۷۵) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان، ۲۳/۷/۱۴۰۸ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۱۲۵/۲)

ہاتھوں کا کلائی تک مسح کرنا:

سوال: تیمّم میں دونوں ہاتھوں کا گٹوں تک مسح کرنا کسی امام کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

گٹوں تک مسح کرنا امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک فرض ہے اس سے زائد میں اختیار ہے۔ عینی شرح ہدایہ میں ہے:

قال الأوزاعیؒ: التیمم ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين إلى الكوعين والفرض عند مالکؒ إلى الكوعين والاختيار إلى المرفقين، انتهى. (۱) (مجموعہ فتاویٰ عبدالحئی: ۱۹۴)

تیمّم میں کہنیوں تک مسح کیا جائے گا یا کلائی تک:

سوال: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے تیمّم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وضو کے متعلق فرمایا ہے کہ ''پس تم اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ''، اور تیمّم کے متعلق فرمایا: ''پس تم اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو'' اور فرمایا: ''چوری کرنے والے مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو'' ۔تو قطع میں مسنون طریقہ کفین کا قطع ہے تو تیمّم میں بھی چہرہ اور کفین کا مسح ہے۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ دونوں کہنیاں دھونے کے حکم میں داخل ہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک داخل نہیں ہیں۔ یہی قیاس تیمّم میں بھی ہے اور قطع یدین کے باب میں حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ قطع کلائی تک ہے۔

---

(۱) تیمّم وضو کا خلیفہ ہے اور وضو میں کہنیوں سمیت دھویا جاتا ہے، جس میں بال برابر سوکھا نہ رہے، اس لئے تیمّم میں بھی کہنیوں سمیت مسح کیا جائے گا، حدیث میں ہے:

۱۔ عن عمار ابن یاسرؓ أنه كان يحدث أنهم تمسحوا وهم مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بالصعيد لصلاة الفجر فضربوا بأكفهم الصعيد ثم تمسحوا وجوههم مسحةً واحدةً ثم عادوا فضربوا بأكفهم الصعيد مرةً أخرىٰ فمسحوا بأيديهم كلها إلى المناكب و الآباط من بطون أيديهم. (أبو داؤد، باب التیمم، ص۵۷، نمبر۳۱۸)

۲۔ قال یحییٰ بن إسحاق فی حديثه فأرانی رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كيف أمسح فمسحت، قال فضرب بكفيه الأرض، ثم رفعهما لوجهه، ثم ضرب ضربةً أخرىٰ فمسح ذراعيه باطنهما وظاهرهما، حتى مس بيديه المرفقين. (الدارقطنی، باب التیمم، ج اول، ص۱۸۸، نمبر۶۷۲)

۳۔ عن ابن عمرؓ عن النبی صلى اللّٰه عليه وسلم قال: التيمم ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين إلى المرفقين. (الدارقطنی: ج اول ص۱۸۸، نمبر۶۷۴/ سنن بیہقی، باب کیف التیمم، ج اول، ص۳۲۹ نمبر۹۹۹)

۴۔ عن نافع أنه أقبل هو وعبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه عنهما من الجرف حتى إذا كان بالمربد نزل عبداللّٰهؓ فتيمم صعيداً طيباً فمسح بوجهه ويديه إلى المرفقين. (رواه مالک فی الموطأ: ص۱۹، باب التیمم وإسناده صحیح، آثار السنن، انیس)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا کہ تیمّم میں کون سا حکم مقرر ہے؟ آیا وضو پر قیاس کیا جائے گا یا قطع ایدی پر؟ یعنی اگر وضو پر قیاس ہو تو کہنیوں تک مسح ضروری ہوتا ہے۔ اور قطع پر قیاس ہو تو صرف کلائیوں تک ہوتا ہے۔

اب اگر وضو پر قیاس کیا جائے تو مذہب حنفیہ کے موافق ہوگا اور قطع پر قیاس کیا جائے جیسا کہ **فکان السنة فی القطع الکفین الخ** سے معلوم ہوتا ہے۔ تو اگر چہ بظاہر حنفیہ کے مخالف ہے مگر مضر نہیں۔ کیونکہ یہ حضرت ابن عباسؓ کا اجتہاد ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث صریح کے مخالف ہے جو تیمّم کے بارے میں آئی ہے کہ دو ضربیں ہیں۔ ایک چہرے کے لئے دوسری ذراعین کے لئے۔ پھر یہ کہ تیمّم وضو کا قائم مقام ہے تو جیسے وضو میں کہنیاں داخل ہیں تیمّم میں بھی داخل ہوں گی۔

(نوٹ) یہ امتحان کے پرچہ کا جواب ہے۔ حاصل کردہ نمبر ۵۰/۴۰ ہے۔ (واصف)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

ریمارک ممتحن: حضرت ابن عباسؓ کے جواب کا مطلب یہ نہیں ہے جو مجیب نے سمجھا۔ بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کلائیوں تک ثابت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تیمّم مرفقین تک ہوتا تو حق تعالیٰ الی المرافق بھی فرماتا۔ جیسا کہ آیۂ وضو میں ذکر فرمایا ہے اور جس طرح یہ آیۂ قطع میں غایت کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے کلائیوں پر قصر کرنا مسنون ہوا۔ اسی طرح تیمّم میں عدم ذکر غایت قصر پر رسغین کو مستلزم ہے۔ لیکن حنفیہ کا جواب تم نے کچھ لکھا اور کچھ چھوڑ دیا۔

محمد کفایت اللہ۔ ۷/صفر ۱۳۲۸ھ (کفایت المفتی: ۲/۲۶۸۔۲۷۰)(۱)

---

(۱) نوٹ اصل کتاب میں سوال وجواب فارسی زبان میں ہے، جو یہ ہے:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم .عن ابن عباسؓ سئل عن التیمم ؟ فقال إن اللّٰہ تعالیٰ قال فی کتابہ حین ذکر الوضوء: "فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ" وقال فی التیمم: " فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِّنْہُ" وقال: "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَھُمَا "فکان السنة فی القطع الکفین. (فالسنة فی المسح) إنما ھو الوجہ والکفین .

مذہب حنفیہ ایں است کہ مرفقان داخل است در غسل وعند الشافعی داخل نیست۔ **ھذا القیاس فی التیمم** ودر قطع یدین مذہب حنفیہ ایں است کہ قطع تا رسغین باشد۔

از ابن عباسؓ کسے سوال کرد کہ در تیمّم کدام حکم مقرر است۔ ایا قیاس بر وضو است یا بر قطع ایدی۔ یعنی اگر قیاس بر وضو شود تا مرفقین مسح لازم می آید واگر بر قطع قیاس شود تا رسغین لازم می آید۔

الحال اگر قیاس بر وضو شود بالکل موافق باشد با مذہب حنفیہ واگر قیاس بر قطع شود چنانچہ از **فکان السنة فی القطع الکفین الخ** معلوم می شود بظاہر از مذہب حنفیہ مخالف باشد تاہم مضر نیست زیرا کہ ایں اجتہاد حضرت ابن عباسؓ باشد۔

دیگر ایں است کہ مخالف از حدیث صریح است کہ در باب تیمّم ذکر شدہ ضربتین فرمودہ یک للوجہ ودیگر للذراعین۔ دیگر ایں کہ تیمّم خلف وضو است چنانچہ در وضو مرفقین داخل است در تیمّم نیز داخل شود۔ امام الدین ۱۳۲۸ھ

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

مطلب جواب ابن عباسؓ نہ ایں است کہ مجیب فہمید۔ بلکہ ابن عباسؓ تیمّم را تا رسغین ثابت می کنند و گویند کہ اگر تا مرفقین بودے حق تعالیٰ الی المرافق ذکر نمودے چناں کہ در آیۂ وضو ذکر فرمود۔ چناں کہ در آیۂ قطع ذکر غایت نیست وازیں وجہ دراں قصر بر رسغین سنت شد ہم چنیں عدم ذکر غایت در تیمّم مستلزم قصر بر رسغین است۔ اما جواب حنفیہ پس قدرے ازاں ذکر کردید وقدرے ترک نمودید۔ محمد کفایت اللہ: ۷/صفر ۱۳۲۸ھ (انیس)

تیمّم میں ہاتھوں پر مسح کرنے کا طریقہ:

تیمّم میں بائیں ہاتھ کی تین انگلیوں یا چار انگلیوں کو داہنے ہاتھ کی انگلیوں کے نیچے رکھ کر پھیرنا چاہیے، ایک صاحب تین انگلیوں سے بتاتے ہیں اور تعلیم الاسلام میں چاروں انگلیوں سے لکھا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

تعلیم الاسلام میں صحیح لکھا ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۱۸۷/۵)

تیمّم میں ڈاڑھی کا خلال سنت ہے:

سوال: تیمّم میں ڈاڑھی کا خلال مستحب ہے یا سنت یا واجب؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

تیمّم میں ڈاڑھی کا خلال سنت ہے۔(۲)

قال فی الشامية: وفی الفيض: ويخلل لحيته وأصابعه، ويحرك الخاتم والقرط كالوضوء والغسل اهـ. قلت: لكن فی الخانية: أن تخليل الأصابع لا بد منه ليتم الاستيعاب، وقال فی البحر: وكذا نزع الخاتم أوتحريكه اهـ فبقی تخليل اللحية من السنن. (ردالمحتار، باب التيمم: ج۱/۲۱۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔۱۰/ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ (احسن الفتاویٰ:۵۸/۲)

تیمّم میں تخلیل لحیہ کا حکم:

سوال: وضو کے وقت داڑھی کا خلال تو ہوتا رہتا ہے لیکن تیمّم کے وقت داڑھی کے خلال کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

تیمّم میں داڑھی کا خلال مسنون ہے، تاہم اس کے لیے مستقل ضربہ کی ضرورت نہیں ہے۔

---

(۱) ويشترط المسح بجميع اليد أوبأكثرها حتى لومسح بأصبع واحدة أوأصبعين لايجوز. (البحرالرائق:۲۵۲/۱، باب التيمم، رشيديه. كذا فی ردالمحتار:۲۳۰/۱، باب التيمم، سعيد. خلاصة الفتاویٰ:۳۵/۱)

(۲) تیمّم کے سنن و مستحبات یہ ہیں:
۱۔تیمّم کے شروع میں بسم اللہ کہنا مستحب ہے۔۲۔ پاک مٹی پر ہتھیلیوں کی اندرونی سطح کو مارنا اور ان کو تھوڑا آگے پیچھے کرنا سنت ہے۔۳۔مٹی پر ہاتھ مارنے کے بعد دونوں ہاتھوں سے مٹی کو جھاڑ ڈالنا سنت ہے۔۴۔مٹی پر ہاتھ مارتے وقت انگلیوں کا کشادہ رکھنا سنت ہے تاکہ غبار ان کے اندر پہنچ جائے۔۵۔ پوری ہتھیلی و انگلیوں سے کم سے کم تین انگلیوں سے مسح کرنا سنت ہے۔۶۔ پہلے چہرہ کا مسح کرنا اور اس کے بعد ہاتھوں کا مسح کرنا سنت ہے۔۷۔دونوں ہاتھوں میں پہلے داہنے ہاتھ کا اور پھر بائیں ہاتھ کا مسح کرنا سنت ہے۔۸۔چہرہ کے مسح کے وقت ڈاڑھی کا خلال کرنا سنت ہے۔۹۔ہاتھوں کے مسح کے وقت انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے۔۱۰۔ایک عضو کے مسح کے بعد بلاتوقف دوسرے عضو کا مسح کرنا سنت ہے۔ ۱۱۔جس شخص کو آخر وقت صلوٰۃ تک پانی ملنے کا یقین ہو یا ظن غالب ہو اسے نماز کے آخر وقت تک تیمّم کو مؤخر کرنا مستحب ہے۔(طہارت کے احکام و مسائل، صفحہ ۱۸۳، انیس)

قال العلامة ابن عابدینؒ: وفی الفیض: ویخلل لحیته وأصابعه ویحرک الخاتم و القرط کالوضوء والغسل آه.قلت :لکن فی الخانیة:أن تخلیل الأصابع لابد منه لیتم الاستیعاب وقال فی البحر:وکذا نزع الخاتم أوتحریکه آه فبقی تخلیل اللحیة من السنن. (ردالمحتارعلی الدرالمختار،باب التیمم:۲۳۲/۱)(فتاویٰ حقانیہ:۵۵۰/۲)

تیمّم کے چند اہم مسائل:

سوال(۱): تیمّم کے لئے پاک پتھر پر ہاتھ مار کر چہرے پر پھیرا، ہاتھ چہرے سے الگ کرلیا۔ کچھ جگہ مسح ہونے سے رہ گئی۔ دوبارہ اسی الگ شدہ ہاتھ سے ان جگہوں پر مسح کرلے یا دوبارہ انگلیوں وغیرہ کو پتھر پر مار کر پھران جگہوں پر مسح کرے اس خیال سے کہ ہاتھ چہرے پر پھر گیا اور الگ کردیا تو یہ ہاتھ مستعمل ہوگیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(۲) دوسری ضرب جو مارے گا اس میں بوقتِ خِلال انگلیوں کے جو حصے دوسری انگلیوں کے اندر کے حصہ کا مسح کرتے ہیں۔ یعنی مسح کرنے والی انگلیوں کی کروٹیں وہ خود ہی پتھر پر مَس نہ ہونے کی وجہ سے غیر ماسح ہیں۔ پھر بوقتِ خلال یہ انگلیوں کے پتھر سے نہ لگے ہوئے حصے ایک دوسرے کا مسح کیسے کرسکتے ہیں۔ پھر تیمّم کیسے درست ہوگا؟ جب کہ مسئلہ ہے کہ بال برابر جگہ اگر رہ جائے تو تیمّم نہ ہوگا۔

(۳) ہاتھوں کا مسح کرتے وقت ناخنوں کے بالکل قریب والے پورے ناخنوں کے کونوں والے حصے ہتھیلی کے بالکل بیچ والے حصے وغیرہ پر نہ تو بوقتِ مسح ہاتھ اور نہ یہ پتھر سے مس ہوتے ہیں ان کا مسح کیسے کریں؟

(۴) ''مفتاح الجنۃ'' میں لکھا ہے کہ اگر انگلیوں کے درمیان غبار نہ پہنچا تو تیسری بار ہاتھ مار کر پھر انگلیوں کا خلال کرے۔ کیا یہ تیسری ضرب صحیح ہے؟

(۵) جس طرح وضو میں اگر داڑھی کی جِلد نظر آتی یا بالوں میں سے جلد جھلکتی ہو تو نیچے پانی پہنچانا فرض ہے کیا اسی طرح تیمّم میں بھی انگلیاں ڈال کر نیچی جِلد کو رگڑنا فرض ہوگا؟ (حافظ محمد ابراہیم: مدرسہ عربی رائیونڈ)

الجواب

قال فی الفتح: هذا یفید تصور استعماله وهومقصور علی صورة واحدة وهو أن یمسح الذراعین بالضربة التی مسح بها وجهه لاغیر. (طحطاوی: ص ۶۵)

فتح القدیر کے حوالۂ بالا سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صورتِ مسئولہ میں ہاتھ مستعمل نہیں ہوں گے بدون ضرب جدید کے رہی ہوئی جگہ کا مسح کرلے لیکن احتیاط اس میں ہے کہ بدوں ہاتھ اٹھائے اچھی طرح سے مسح کرلے کہ کوئی جگہ بدوں اس کے نہ رہ جائے۔

۲: وفی الدرالمختارمع الشامی:(بمطهرمن جنس الأرض وإن لم یکن علیه نقع)أی غبار، فلو لم یدخل بین أصابعه لم یحتج إلی ضربة ثالثة للتخلل،(فی الشامی):أی بل یخلل من غیرضربة. (باب التیمم: ج۱ص۱۶۷)

عبارت ہذا سے ظاہر ہے کہ تخلیلِ اصابع کے جواز کے لئے ان میں غبار کا داخل ہونا یا مٹی سے مس کئے ہوئے ہونا ضروری نہیں۔ پس ایسی صورت میں اگر پورے ہاتھ کا مسح اچھی طرح سے کرلیا گیا ہے اور انگلیوں کا خلال بھی کرلیا گیا ہو تو تیمّم درست ہوجائے گا۔ گو ان میں غبار داخل نہ ہوا ہو۔ ایک بال برابر جگہ کا بغیر مسح کئے رہ جانا مضر ہے۔ غبار پہنچے بغیر رہ جانا قادح نہیں۔ پس شبہ نہ کیا جائے۔

۳: ان جگہوں پر ذرا خیال سے ہاتھ پھیر لے زیادہ تکلف میں نہ پڑے۔

۴: ''مفتاح الجنۃ'' میں ضربۃ ثالثہ کا حکم امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت کی بنا پر ہے۔

كما فى الدر المختار، ج۱ص۱۶۷. ظاہر مذہب وہی ہے جو جواب نمبر۲ میں مذکور ہے۔

۵: **وفى الحلية: يمسح من وجهه ظاهر البشرة وظاهر الشعر على الصحيح. (عالمگیری: ج۱ص۱۴)**

عبارت ہذا کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کے بالوں پر مسح کرلے اتنا کافی ہے۔ لحیۂ خفیفہ کا الگ حکم نظر سے نہیں گزرا۔ البتہ علامہ طحطاویؒ نے شرح مراقی میں اس صورت کا الگ تذکرہ فرمایا ہے، لیکن حکم نہیں بتایا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان، ۲۲/۱۲/۱۳۸۲ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس، ملتان (خیر الفتاویٰ: ۲/۱۲۲۔۱۲۳)

تیمّم کے جواز کے لئے مسافت کی تعیین:

سوال: مسافر یا مقیم کے تیمّم کے جواز کے لئے کتنی مسافت اور دوری معتبر ہے؟

الجواب

اگر اس کو ظن غالب ہو کہ پانی ایک میل دور ہے تو تیمّم کرلینا جائز ہے۔ ورنہ نہیں۔ (۱)

البحر الرائق میں ہے:

قال فى البدائع: و لم يذكر حد البعد فى ظاهر الروايات فعن محمدؒ التقدير بالميل فإن تحقق كونه ميلاً جاز له التيمم وإن تحقق كونه أقل أوظن أنه ميل أو أقل لايجوز، قال فى الهداية: والميل هو المختار فى المقدار لأنه يلحقه الحرج بدخول المصر و الماء معدوم حقيقةً، انتهىٰ.

(مجموعہ فتاویٰ عبدالحئی: ص۱۹۴)

جواز تیمّم کے لئے پانی سے کتنی دوری شرط ہے:

سوال: اگر شکار وغیرہ میں ایسی جگہ کہ جہاں پانی تلاش کرنے سے تو بہم پہنچ سکتا ہے لیکن تلاش کرنے میں نماز

---

(۱) یعنی تلاش ضروری ہے۔ حدیث میں ہے: عن عائشةؓ سقطت قلادة لى بالبيداء..... ثم إن النبى صلى الله عليه وسلم استيقظ وحضرت الصبح فالتمس الماء فلم يوجد. (بخارى، باب قوله تعالىٰ ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً﴾. (سورة المائدة: ۵، آیت: ۶۔ انیس)

کے قضا ہوجانے کا اندیشہ ہے تو ایسے وقت میں تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں، اگر تیمّم نہیں کرسکتا تو کیا کرے؟

الجواب

اگر پانی ایک میل شرعی (۱) کے اندر ہو جو کہ میل انگریزی سے کچھ زیادہ ہوتا ہے تو تیمّم جائز نہیں۔ اگر چہ نماز قضا ہوجائے، پانی تلاش کرکے وضو کرے اور نماز قضا پڑھے۔ (۲)

۱۳/صفر ۱۳۳۰ھ۔ تتمہ اولیٰ ص ۹۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۷۲، ۷۳)

تیمّم کے لیے پانی کا کتنا دور ہونا ضروری ہے:

سوال: ایک شخص راجستھان میں وہاں کے باشندوں سے کہتا ہے کہ ایک سو دس قدم دور پانی ہو تو وہاں تیمّم کرکے نماز پڑھنا درست ہے اور حال وہاں کا یہ ہے کہ وہ جنگل میں گھر بنا کر رہتے ہیں اور ساتھ میں کافی مویشی رکھتے ہیں اور ان مویشیوں کو پانی دور دور سے لا کر پلاتے ہیں اور خود اس پانی سے نہاتے اور کپڑے دھوتے ہیں اور بعض لوگوں کے گھر ٹنکی بنی ہوئی ہے جس میں تیس سے چالیس مٹکے پانی آتا ہے اور گھروں میں بھی کسی کسی کے گھر تیس تیس مٹکے پانی موجود ہوتا ہے اور مسجد میں پانچ دس مٹکے پانی موجود ہوتا ہے پھر بھی تیمّم کرتے ہیں جانوروں کو پلانے کے لیے پانی لاتے ہیں اور پلاتے ہیں اور نہانے دھونے کے لیے پانی استعمال کرتے ہیں اور نماز تیمّم سے پڑھتے ہیں اور بعض لوگ تو اپنی بستی سے ایک سو دس قدم دور چلے جاتے ہیں (جنگل میں) اور وہاں پانی کا یہی حال ہوتا ہے پھر بھی وہ تیمّم سے نماز ادا کرتا ہے تو کیا اس طرح تیمّم کرکے نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

ان حالات میں تیمّم کی اجازت نہیں۔

لقوله تعالیٰ: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً﴾ الآية. (۲)) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۹۵/۲/۲۶ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۱۸۷، ۱۸۸)

---

(۱) شرعی میل چار ہزار قدم کا ہوتا ہے۔ سعید احمد پالنپوری

(۲) اولیٰ یہ ہے کہ احتیاطاً اس وقت تیمّم کرکے نماز پڑھ لے اور پھر پانی ملنے کے بعد وضو کرکے اعادہ کرلے۔

كما في الدر المختار: (قال الحلبي): الأحوط أن يتيمم و يصلي ثم يعيده. وقال في رد المحتار: وهذا قول متوسط بين القولين، وفيه الخروج عن العهدة بيقين فلذا أقرّه الشارح (إلیٰ قوله) فينبغي العمل به احتياطاً. (شامی مصری: ج۱ص۱۸۰، قبيل مطلب في تقدير الغلوة. محمدشفيع)

تیمّم کی سہولت اصل میں اس وقت کے لیے ہے جب انسان ایسی جگہ میں ہو جہاں ایک میل (تقریباً سوا کیلومیٹر) دور تک پانی نہ ہو یا اس کے استعمال پر قادر نہ ہو اور عبادت کا وقت آجائے۔ یا پانی موجود ہو مگر وضو کرنے میں عیدین کی نماز یا جنازہ کی نماز چھوٹ جانے کا خوف ہو تو تیمّم کرکے ادا کرلے گا۔ (مراقی الفلاح: ۶۳)۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۷۷، انیس)

(۲) **سورة المائده: ٦. (من عجز)...... (عن استعمال الماء)...... (لبعده) ولو مقيماً في المصر (ميلاً) أربعة آلاف ذراع، وهو أربع وعشرون أصبعاً، الخ. (الدر المختار: ۱/۲۳۲، باب التيمم، سعيد)**

ایک میل شرعی کے اندر پانی کے ہونے کا یقین ہو:

سوال:(۱)مسئلہ(۱): اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں لیکن وقت بہت تنگ ہے۔اگر پانی لینے جاوے تو وقت جاتا رہے گا تو بھی تیمّم درست نہیں پانی لاوے اور قضا پڑھے۔

مسئلہ(۲): اگر آگے چل کر پانی ملنے کی امید ہے تو بہتر ہے کہ اول وقت نماز نہ پڑھے بلکہ پانی کا انتظار

== وكذا في مجمع الأنهر:۱/۶۰،باب التيمم، دار الكتب العلمية، بيروت،النهر الفائق:۱/۹۷،باب التيمم،رشيديه.

جس وجہ سے تیمّم جائز ہوا ہے وہ اصلاً پانی کا نہ پایا جانا ہے اور پانی کا نہ پایا جانا عموماً سفر کی حالت میں ہوتا ہے۔آیات تیمّم کا نزول بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی وقت ہوا تھا جبکہ وہ مدینہ سے باہر سفر میں تھے،لیکن سفر کا ہونا شرط نہیں ہے، چاہے سفر ہو یا اقامت وحضر اگر پانی نہیں ہے تو تیمّم کرنا جائز ہوگا۔

۱......اور پانی نہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ پانی نہ پاس میں موجود ہو اور نہ ایک میل کے اندر ہونے کا علم ہو،اگر ایسا ہے تو مسافر پانی کی تلاش کے بغیر تیمّم کرے گا،اور اگر اسے گمان ہو کہ ایک میل کے اندر پانی مل سکتا ہے تو اس کے اوپر پانی تلاش کرنا واجب ہوگا،بغیر پانی تلاش کیے اگر اس نے تیمّم کرلیا تو جائز نہ ہوگا۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۲۳۱)

۲......اور اگر کوئی شخص مسافرت کی حالت میں نہ ہو بلکہ بستی وشہر میں ہو تو ہر حال میں اس کے اوپر ایک میل کے دوران پانی تلاش کرنا ضروری ہوگا۔اگر اس نے پانی تلاش کیے بغیر تیمّم کرلیا تو جائز نہ ہوگا۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۲۳۱)

۳......اگر کوئی شخص مسافر ہو اور اس کے قریب پانی ہو مگر اسے علم نہ ہو اور اس نے تیمّم کرلیا تو جائز ہو جائے گا۔(فتاویٰ تاتارخانیہ:۱/۲۳۲)

۴......اسی طرح اگر کسی کے پاس پانی تو ہو مگر وہ پانی اس کی ملک نہ ہو بلکہ کسی دوسرے کا ہو اور امانتاً اس کے پاس ہو یا کسی کا غصب کردہ پانی ہو تو اس صورت میں تیمّم کرے گا۔(الدرالمختار)

۵......اگر پانی اپنے کسی ساتھی کے پاس ہو تو اس سے پانی طلب کرنا چاہیے اگر وہ دیدے تو وضو کرلے اور اگر فروخت کرے تو خریدلے اور وضو کرلے ورنہ تیمّم کرے۔اسی طرح اگر وہ فروخت کرے مگر اس کے پاس قیمت نہ ہو یا پانی عام نرخ سے زیادہ قیمت میں ملتا ہو تو ایسی صورت میں تیمّم کرنا جائز ہوگا۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۲۳۳)

۶...... پانی کنویں میں موجود ہو مگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس کو کنویں میں ڈال کر پانی نکال کر وضو کرسکے تو اس صورت میں تیمّم کرے گا۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۲۳۶)

۷......اگر کوئی شخص ایسی سواری پر سوار ہو جس میں پانی کا نظم نہ ہو جیسے بس، ہوائی جہاز وغیرہ اور اس کو روک کر اترنا اور پانی لینا اختیار میں نہ ہو تو ایسی حالت میں تیمّم جائز ہوگا۔

۸......اگر کوئی شخص مسافر ہو اور اس نے اپنی گاڑی کی ڈکی میں پانی رکھ چھوڑا ہو اور بھول گیا ہو اور اس صورت میں اس نے تیمّم کرکے نماز پڑھ لی تو جائز ہوگا۔لیکن اگر ایسا ڈرائیور نے کیا تو اس کے لیے جائز نہ ہوگا،اس صورت میں اس کی بھول کا اعتبار نہیں۔(التاتارخانیہ:۱/۲۳۷)

۹......اگر گاڑی کا ڈرائیور ہو اور گاڑی میں انجن کو ٹھنڈا کرنے کے لیے مشین میں صرف پانی ہو اور اس سے پانی نکالنے میں حرج وضرر کا اندیشہ ہو تو ایسے ڈرائیور کے لیے تیمّم کی اجازت ہوگی۔

۱۰...... پانی موجود نہ ہو یا تھوڑا پانی ہو جو غسل کے لیے ناکافی ہو اور اس کے باوجود کسی نے بیوی سے ہمبستری کی تو جائز ہے،ایسی صورت میں وہ تیمّم کرے گا۔(ردالمحتار)۔(طہارت کے احکام ومسائل:صفحہ ۱۸۵ تا ۱۸۷،انیس)

(۱) یہ دونوں مسئلے بہشتی ثمر میں ہیں۔انیس

کرے لیکن اتنی دیر نہ لگا دے کہ وقت مکروہ ہو جائے اور اگر پانی کا انتظار نہ کیا اول ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے۔ دونوں میں کچھ تضاد سا معلوم ہوتا ہے۔ پہلے مسئلہ میں قضا کرنے کا حکم اور دوسرے میں ادا مع تیمّم۔ سمجھ میں بات نہیں آئی، براہ کرم تشریح فرما دیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

دونوں مسئلوں میں تضاد نہیں ہے۔ پہلی صورت میں شرعی میل کے اندر پانی ہونا یقینی ہے تو تیمّم کے جواز کی شرط مفقود ہے۔ اس لئے اس صورت میں تیمّم جائز نہیں۔ صاحب ہدایہ نے تحریر فرمایا ہے:

والمعتبر المسافة دون خوف الفوت. یعنی تیمّم کے جواز کے لئے معتبر یہ ہے کہ پانی ایک میل سے دور ہو، نماز کے قضا ہونے کا خوف یہ علت نہیں۔ (ہدایہ: ۱/۳۲)

اور دوسری صورت میں صرف امید ہے، فافترقا۔ درمختار میں ہے:

(ویجب) أی یفترض (طلبه) ولو برسوله ... إلیٰ قوله ... (إن ظن) ظناً قویاً (قربه) دون میل بأمارة أو إخبار عدل (وألا) یغلب علیٰ ظنه قربه (لا) یجب بل یندب إن رجا وإلالا. (درمختار مع الشامی: ۱/۲۲۷۔۲۲۸)

غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں ہے:

اور واجب ہے یعنی فرض ہے تلاش کرنا پانی کا اگرچہ اپنا آدمی بھیج کر تلاش کرے- **إلیٰ قوله** - اگر گمان قوی ہو پانی کے پاس ہونے کا ایک میل سے کم کسی علامت سے یا ایک متقی آدمی کے خبر دینے سے، اور اگر پانی کے پاس ہونے کا اس کو ظن غالب نہ ہو یعنی شک ہو یا غیر قوی ظن ہو تو تلاش واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اگر امید ہو نزدیکی کی اور اگر امید نہ ہو تو تلاش مستحب بھی نہیں۔

اس عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ بہشتی ثمر کے مسئلے صحیح ہیں۔ مزید وضاحت کے لئے ہدایہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

وکذا (أی لا یتیمم) إذا خاف فوت الوقت لو توضأ لم یتیمم ویتوضأ ویقضی مافاته لأن الفوت إلیٰ خلف وهو القضاء. (ہدایہ: ۱/۳۸)

ویستحب لعادم الماء وهو یرجوه أن یؤخر الصلوٰة إلیٰ آخر الوقت فإن وجد الماء یتوضأ وإلا یتیمم الخ. (ہدایہ: ۱/۳۶) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۴/۲۷۱۔۲۷۲)

مقدار میل:

سوال: میل کتنی مسافت کا نام ہے؟

الجواب

میل کی مقدار چار ہزار خُطوہ ہے اور ایک خطوہ عام ذراع کے لحاظ سے جو چوبیس انگشت کا ہوتا ہے ڈیڑھ ذراع کا ہوتا ہے۔

البحر الرائق میں ہے:

والميل فى كلام العرب منتهى مد البصروقيل الأعلام المبنية فى طرق مكة أميال لأنها بنيت علٰى مقاديرمنتهى البصر كذا فى الصحاح والمغرب، والمراد ههنا ثلث الفرسخ والفرسخ اثنا عشر ألف خطوة كل خطوة ذراع ونصف بذراع العامة وهوأربع و عشرون أصبعاً كذا فى الينابيع،وعن الكرخى: إن كان فى موضع يسمع صوت أهل الماء فهو قريب وإن كان لايسمع فهوبعيد وبه أخذ أكثرمشائخنا،كذافى الخانية، وعن أبى يوسف: إذا كان بحيث لو ذهب إليه وتوضأ فتذهب القافلة وتغيب عن بصره فهوبعيد ويجوزله التيمم، واستحسن المشائخ هذه الرواية،كذا فى التجنيس وغيره، إلا أن ظاهره أنه فى حق المسافرلا المقيم وهوجائزلهما ولوفى المصرلأن الشرط هوالعدم فأينما تحقق جازالتيمم، نص عليه فى الأسرار،إنتهىٰ. (البحر الرائق،باب التيمم:١/٢٤٣)فقط (مجموعہ فتاویٰ عبدالحیٔ:١٩٤)

سفر کی حالت میں جب تک مجبور نہ ہو، تیمّم کا کیا حکم ہے:

سوال: سفر میں راستہ چلتے ہوئے اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اپنے ہمراہی لوگ بباعث جلدی کے ٹھہرتے نہیں اور نہ اتنا تساہل کرتے ہیں کہ جو آدمی کہیں وضو کرلے اور پانی اپنے پاس ہوتا نہیں، اور بعض جگہ ایسا بھی موقع ہوتا ہے کہ اندھیرے میں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ پانی کہاں ملے گا اور اگر کوئی گاؤں یا چاہ یا تالاب معلوم بھی ہوا کہ فلاں جگہ ہے تو ساتھی لوگ ٹھہرتے نہیں اور تنہا وہاں تک جانے میں دقت ہے کہ رات ہوگئی ہے، کہیں ٹھہرنے کا موقع نہیں، ادھر ہمراہی لوگ الگ ہوتے ہیں یا اور کوئی ضروری کام ہے کہ جو بہت جلد منزل پر پہنچنے سے ہوتا ہے، تو ایسے وقت میں نماز تیمّم سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

ہندوستان میں جائز نہیں۔(١) اور نہ ایسی صورت میں تاخیر نماز جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص،ص:٤٥)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:١٤١)

---

(١) کیوں کہ ہندوستان میں ہر جگہ پانی ملنے کی امید ہوتی ہے، مگر وہ علاقے اس سے مستثنیٰ ہیں، جہاں کئی کئی میل پانی نہیں ملتا، گویا مفقود ہے، جیسے ہندوستان میں راجستھان وغیرہ کا علاقہ اس کے لیے یہ حکم نہیں۔ نورالحسن کاندھلوی

قال اللّٰه تعالىٰ:﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً﴾. (سورة المائدة:٦)

(من عجز)......(عن استعمال الماء)...(لبعده) ولومقيماً فى المصر(ميلاً) أربعة الاف ذراع، وهوأربع وعشرون أصبعاً، الخ. (الدرالمختار:١/٢٣٢،باب التيمم)

عن أبى يوسف: إذا كان بحيث لوذهب إليه وتوضأفتذهب القافلة وتغيب عن بصره فهوبعيد ويجوزله التيمم، واستحسن المشائخ هذه الرواية،كذا فى التجنيس وغيره، إلا أن ظاهره أنه فى حق المسافرلاالمقيم وهوجائزلهما ولوفى المصرلأن الشرط هوالعدم فأينما تحقق جازالتيمم، نص عليه فى الأسرار،انتهىٰ. (البحرالرائق،باب التيمم:١/٢٤٣،انیس)

پانی کی قلت کے وقت پردہ نشیں عورتیں تیمّم کریں یا نہیں:

سوال: بعض گاؤں میں پانی کی بہت قلت ہے، اس لیے بعض عورتیں پردہ نشیں بیوہ کو بعض وقت پانی نہیں ملتا، اس لئے وہ مستورات نماز قضا کرتی رہتی ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔ آیا اس وقت ان کے لئے تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

تیمّم کی اجازت اس وقت ہے کہ پانی نہ ملے، شہر، قصبہ اور گاؤں میں ایسی صورت کم تر پیش آتی ہے کہ پانی نہ ملے، لیکن اگر ایسا کبھی اتفاق ہوجائے کہ پردہ دار عورتوں کو کوئی صورت پانی ملنے کی نہیں اور وقت تنگ ہوا جاتا ہے تو تیمّم سے نماز پڑھیں قضا نہ کریں۔(۱) (بعد میں وضو کر کے اعادہ کرلیں۔ظفیر)(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۴۵-۲۴۶)

تیمّم کر کے نماز پڑھنے کے بعد پانی مل جانے کا حکم:

سوال: ایک شخص ایسی جگہ پر ہے جہاں پانی نہیں ہے، لیکن ایک اس کا ساتھی ہے جس کے پاس پانی موجود ہے اس سے مانگے بغیر تیمّم کر کے نماز پڑھ لیا نماز کے بعد پانی مانگا اس نے دیدیا اس کی نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

نماز واجب الاعادہ ہے۔(۳)

”**وإن شک فی الإعطاء وتیمم وصلی فسأله وأعطاه، یعید**“. (**کما فی العالمگیریة: ۱/۲۹**) فقط واللہ تعالیٰ اعلم، حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۴/۵۱)

---

(۱) **عن أبی هریرةؓ قال: جاء أعرابی إلٰی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال: إنا نکون فی الرمل و فینا الحائض والجنب والنفساء فیأتی علینا أربعة أشهر لانجد الماء، قال: علیک بالتراب یعنی التیمم. (سنن بیهقی، باب ما رُوی فی الحائض والنفساء أ یکفیهما التیمم عند انقطاع الدم إذا عدمتا الماء،** انیس**)**

(۲) **(لا) یتیمم (لفوت جمعة ووقت) ولووتراً لفواتها إلٰی بدل، وقیل یتیمم لفوات الوقت، قال الحلبی: فالأحوط أن یتیمم ویصلی ثم یعیده. (الدرالمختار علیٰ صدر رد المحتار، باب التیمم، قبیل مطلب فی تقدیر الغلوة: ۱/۲۲۷)**

اس عبارت سے اور شامی نے اس پر جو کچھ لکھا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں پھر پانی سے وضو کر کے نماز کا اعادہ کیا جاوے اس لئے کہ احتیاط کا یہی تقاضہ ہے۔

ولعل هذا من هؤلاء المشائخ اختیار لقول زفرؒ لقوة دلیله، وهو أن التیمم إنما شرع للحاجة إلی أداء الصلوٰة فی الوقت فیتیمم عند خوف فوته. قال شیخنا ابن الهمام: ولم یتجه لهم علیه سوی أن التقصیر جاء من قبله فلا یوجب الترخیص علیه، وهو إنما یتم إذا أخر لا لعذر، آه، وأقول: إذا أخر لا لعذر فهو عاصٍ. والمذهب عندنا أنه کالمطیع فی الرخص، نعم تأخیره إلٰی هذا الحد عذر جاء من قبل غیر صاحب الحق، فینبغی أن یقال یتیمم ویصلی ثم یعید الوضوء، کمن عجز بعذر من قبل العباد الخ. (رد المحتار، أیضاً، ظفیر**)**

(۳) **عن الثوریؒ قال: إذا تیمم الرجل ثم مر بماء، فقال حتی آتی ماء آخر فقد نقض تیممه، ویتوضأ لتلک الصلاة. (مصنف عبد الرزاق، باب یتیمم ثم یمر بالماء هل یتوضأ؟ ج اول، ص ۱۸۰، نمبر ۸۹۲، انیس)**

بغیر عذر شرعی تیمّم کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے یہاں ماسٹر صاحب امام ہیں، وہ غسل نہیں کرتے ہیں اور وضو بھی کبھی کبھی کرتے ہیں، بلکہ اس کے بدلے عام طور پر تیمّم کر لیتے ہیں، جب کہ ان کو کوئی عذر شرعی بھی نہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کرنا صحیح ہے؟ نیز اس کی اور دوسرے مقتدیوں کی نماز ایسی حالت میں ہو جائے گی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر بغیر عذر شرعی ماسٹر صاحب تیمّم کرتے ہیں تو نہ ان کی نماز صحیح ہوتی ہے اور نہ ان کی اقتدا کرنے والوں کی،(۱) اور اگر وہ کبھی غسل نہیں کرتے اور وضو نہیں کرتے ہیں اور ان کے پاس کوئی عذر شرعی بھی نہیں ہے تو بہت بڑا گناہ اور بہت دور تک پہنچانے والا ہے۔(اعاذنااللّٰہ منہ)

ایسی صورت میں جبکہ وہ بظاہر معذور نہیں ہیں اور پھر بھی تیمّم کر کے نماز پڑھتے ہیں اور اپنے خیال میں اپنے کو معذور سمجھتے ہیں تو انہیں ان کے اپنے حق میں چھوڑ دیا جائے، لیکن انہیں امامت ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ قاضی مجاہد الاسلام:ص۵۷) ☆

---

(۱) و شرطه (أی التیمم) ستة: النية، والمسح، وكونه بثلاث أصابع فأكثر، والصعيد، وكونه مطهرًا، وفقد الماء (قوله فقد الماء) أی ولو حكماً ليشمل نحو المرض، فافهم. (الدر المختار مع رد المحتار، باب التيمم: ۲۳۰/۱، انیس)

☆ **وضو اور غسل کے لیے ایک تیمّم کافی ہے:**

"عن عمران بن حصين رضی اللّٰه عنه قال: كنا فی سفر مع النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فصلی بالناس فلما انفتل من صلوته إذا هو برجل معتزل لم يصلّ مع القوم فقال: ما منعك يافلان أن تصلی مع القوم؟ قال: أصابتنی جنابة ولا ماء، قال: عليك بالصعيد فإنه يكفيك". (الصحيح للبخاری، باب الصعيد الطيب وضوء المسلم يكفيه من الماء، الخ: ۴۹/۱، الصحيح لمسلم، باب التيمم: ۱۶۱/۱)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک آدمی جماعت سے الگ بیٹھا تھا جس نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ: اے فلاں! قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے تیرے لئے کون سی چیز مانع رہی؟ اس نے کہا: مجھے جنابت لاحق ہوئی اور پانی نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ:" تمہیں پاک مٹی لینی چاہئے وہ کافی ہے"۔(پانی موجود نہ ہونے کی صورت میں تیمّم وضو کے قائم مقام ہوتا ہے اور جس طرح وضو سے طہارت حاصل ہوتی ہے اسی طرح تیمّم سے بھی ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"الصعيد الطيب وضوء المسلم ولو إلیٰ عشر حجج فإذا وجد الماء فليمس بشره الماء... الخ". (ابوداؤد باب التیمم)

یعنی تیمّم مسلمان کا وضو ہے گرچہ دس سال تک ایسا کرنا پڑے بشرطیکہ پانی نہ ملے یا حدث لاحق نہ ہو۔ ==

جنبی کے لئے غسل اور وضو کے واسطے ایک ہی تیمّم کافی ہے:

سوال: تیمّم میں غسل اور وضو کے واسطے جنبی کو فقط نیت غسل ہی کرنا کافی ہے یا وقت تیمّم غسل اور وضو دونوں کی نیت کرے اور دونوں کے واسطے علیٰحدہ علیٰحدہ ضرب لگاوے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

ایک تیمّم میں دونوں کی نیت کرلے ایک تیمّم کافی ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص: ۵۸) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۴۱)

جو وضو و غسل دونوں سے معذور ہو وہ حالت جنابت میں کیا کرے:

سوال: جو شخص وضو اور غسل سے معذور ہو وہ حالت جنابت میں کیا کرے؟

== اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:

جعلت لی الأرض مسجداً وطهوراً.(مسند احمد: ۲۴۸/۵)

ہمارے واسطے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔

پہلی حدیث میں تیمّم کو وضو، قرار دیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں مٹی کو طہور یعنی پاک کرنے والا بنایا گیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح وضو، سے حدث زائل ہوتا ہے اسی طرح تیمّم سے بھی حدث زائل ہوتا ہے۔

اور تیمّم جس طرح وضو کے قائم مقام ہے اسی طرح غسل کے بھی قائم مقام ہوتا ہے اور ایک ہی تیمّم سے اگر غسل اور وضو دونوں کی نیت کر لی جائے تو کافی ہے اور غسل کا تیمّم بھی صرف چہرہ و دونوں ہاتھوں پر مٹی کا ملنا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ مجھے جنابت لاحق ہوئی مگر پانی نہ ملا۔ تو عمار بن یاسرؓ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یاد دلاتے ہوئے کہا کہ آپ کو یاد ہے کہ ہم دونوں سفر میں تھے اور اس حالت میں آپ نے (پانی نہ ملنے کی وجہ سے) نماز ادا نہ کی، میں نے پورے بدن میں مٹی لگالیا پھر نماز پڑھی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا:

تمہارے لیے ایسا کرنا کافی تھا۔ پھر آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا اور پھونک کر (ان کی مٹی جھاڑی) اور ان سے اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کو ملا۔ (بخاری و مسلم، باب التیمم)

دوسری حدیث میں پورے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت مسح کرنے کا حکم آیا ہے۔ (الدارقطنی: ۱۸۰/۱)

جنبی کے لیے اور حیض و نفاس کی مدت ختم ہونے کے بعد ایسی عورتوں کے لیے تیمّم کے ذریعہ پاک ہونا جائز ہے جب کہ پانی نہ ہو یا نا کافی ہو یا مریض ہوں۔ (ردالمحتار: ۲۳۸/۱) (طہارت کے احکام و مسائل: صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۴، انیس)

(۱) **عن عمران بن حصينؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رجلاً معتزلاً لم يصلّ مع القوم، فقال: ما منعك يا فلان أن تصلّي في القوم؟ فقال يارسول اللّٰه! أصابني جنابة، ولا ماء، فقال: عليك بالصعيد فإنه يكفيك. (صحيح البخاري، كتاب التيمم، حديث نمبر: ۳۴۴)**

الجوابــ

ایک تیمّم بہ نیت غسل ووضواس کے لئے کافی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۲۶۳/۱)

حدث اکبر کے لئے تیمّم:

سوال: میرے کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی، پاخانہ پیشاب سے کپڑے گندے رہتے ہیں، اسی درمیان احتلام ہو گیا، احتلام کے بعد پاک ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ تاکہ میں پاک ہو کر نماز پڑھوں۔

ھو المصوبــ

آپ بوجہ مجبوری حدث اکبر سے پاکی کی نیت سے تیمّم کر کے نماز ادا کر سکتے ہیں۔(۲)

نوٹ: حتیٰ الامکان نجاست کو دور کریں اور وضو وغسل پر قدرت نہیں ہے تو دونوں کیلئے تیمّم کریں اور اگر صرف غسل نہیں کر سکتے تو غسل کیلئے تیمّم کریں، غسل اور وضو کے تیمّم کا طریقہ ایک ہی ہے۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲۳۰/۱)

پانی نہ ہو یا نا کافی ہو تو جنبی کیا کرے:

سوال: ایک آدمی جنبی ہے اور غسل کے لیے پانی کافی نہیں اور وضو کے لیے پانی کافی ہے تو وضو کر کے تیمّم کرے یا وضو کی ضرورت نہیں؟

الجوابــ حامداً ومصلیاً

اس حالت میں اس کے ذمہ وضو واجب نہیں، تیمّم کافی ہے، **كذا فى الدر المختار**. (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، ۱۹/۱۲/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۲۲/۱۲/۵۷ھ (فتاویٰ محمودیہ:۱۸۸/۵)

---

(۱) (من عجز)...... (عن استعمال الماء) المطلق الكافى لطهارته الخ (تيمم). (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب التيمم: ۲۱۴/۱، ظفیر)

(۲) عن عمران بن حصينؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رجلاً معتزلاً لم يصلّ مع القوم، فقال: ما منعك يا فلان أن تصلّى فى القوم؟ فقال يارسول الله! أصابنى جنابة، ولا ماء، فقال: عليك بالصعيد فإنه يكفيك. (صحيح البخارى، كتاب التيمم، حديث نمبر: ۳۴۴)

قوله "ولوجنباً أوحائضاً" يعنى تيمم الجنب والمحدث والحائض والنفساء وهو قول جمهور العلماء، للأحاديث الواردة. (البحر الرائق: ۲۵۵/۱)

(۳) وفى القهستانى: إذا كان للجنب مايكفى لبعض أعضائه أوللوضوء، تيمم ولم يجب عليه صرفه إليه. (ردالمحتار: ۲۳۲/۱، باب التيمم، سعيد، وكذا فى الفتاوىٰ الهندية: ۳۰/۱، الفصل الثالث فى المتفرقات، رشيديه، والحلبى الكبير: ۷۴، باب التيمم، سهيل اكيڈمى، لاهور)

جنبی کے پاس پانی بقدر وضو ہو، تو کیا کرے اور پہلے تیمّم جنابت کرے یا نہ:

سوال: جنبی کے پاس اس قدر پانی ہے کہ اس سے صرف وضو کرسکتا ہے غسل کے لائق پانی نہیں ہے، اس صورت میں اگر نماز کے لئے وضو اور غسل کیلئے تیمّم کا حکم ہے تو پہلے وضو کرے یا تیمّم؟

الجواب

خواہ پہلے تیمّم کرے یا پہلے وضو کرے اور پھر تیمّم جنابت کے لئے کرے، دونوں طرح جائز ہے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۲۶۲/۱)

پانی تھوڑا ہو تو جنبی پہلے نجاست دھوئے یا وضو کرے:

سوال: جنبی کے پاس بقدر وضو پانی ہے اور جسم بھی نجس ہے، اگر جسم دھوتا ہے تو وضو کو پانی نہیں بچتا، اس کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب

جسم نجس کو دھووے، اور غسل و وضو کے لئے تیمّم کرے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۲۶۲/۱)

معذور کے لئے وضو یا تیمّم:

سوال: استنجا کی زیادتی جس سے گھڑی گھڑی وضو ٹوٹ جاتا ہے اور دوسری شکایات مرض شکم جس سے وضو کا رہنا یقینی نہیں ہوسکتا، اگر وضو کیا جائے تو مرض کے آغاز کا باعث ہوتا ہے، ایسی صورت میں تیمّم کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسے عذرات کا حکم شریعت میں دوسرا ہے، وہ یہ کہ جو شخص معذور ہو کہ اس کا وضو نہ رہتا ہو، خواہ اخراج ریح کی وجہ سے یا استطلاق بطن کی وجہ سے اور وہ بلا اس عذر کے نماز وقت کے اندر نہ پڑھ سکتا ہو تو اس کو صرف ایک دفعہ وضو، وقت

---

(۱) وفي القهستاني: إذا كان للجنب مايكفي لبعض أعضائه أوللوضوء، تيمم ولم يجب عليه صرفه إليه. (ردالمحتار: ۲۳۲/۱، باب التيمم، انیس)

(۲) مسافرمحدث نجس الثوب معه ماء يكفي لأحدهما يغسل به النجاسة ويتيمم للحدث. (عالمگیری، باب التيمم، الفصل الثانی: ۲۸/۱، ظفیر)

عن علیؓ قال: إذا أصابتک جنابة فأردت أن تتوضأ أوقال تغتسل وليس معک من الماء إلاما تشرب وأنت تخاف فتيمم. (سنن البيهقی، باب الجنب أوالمحدث يجدماءً لغسله وهويخاف العطش فيتيمم، ج اول، ص ۳۵۶، نمبر ۱۱۰۸ / مصنف عبد الرزاق، باب المسافر يخاف العطش ومعه ماء، جلداول، ص ۱۸۱، نمبر ۸۹۷)

عن ابن عباسؓ قال: إذاكنت مسافراً أوأنت جنب أوأنت علٰى غيروضوء فخفت أن توضأت أن تموت من العطش فلا توضأبه واحبس لنفسک. (سنن البيهقی، باب الجنب أو المحدث، الخ، جلداول، ص ۳۵۶، نمبر ۱۱۰۹۔ انیس الرحمٰن قاسمی)

کے اندر کافی ہے، اسی ایک وضو سے، تمام وقت میں نماز فرض وسنن ونفل پڑھ سکتا ہے۔ باقی تفصیل اس کی کتبِ فقہ میں دیکھی جاوے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۲۵۹/۱)

نوٹ: ایسا معذور وضو کرے گا، نہ کہ تیمّم کرے گا۔(انیس)

جو قفل میں قید ہو اس کے لئے تیمّم کا حکم:

سوال: ایک مسئلہ یہ دریافت طلب ہے کہ مثلاً کوئی اپنے مکان کے اندر ہے اور غلطی سے ملازم باہر سے قفل بند کر کے چلا گیا اب مالک مکان اندر ہے اور نماز کا وقت آگیا اور مکان میں پانی موجود نہیں ہے اور حتی الوسع مالک مکان نے کوشش کی کہ کسی کو آواز دیکر پانی لے مگر نہ ملا اور وقت نماز کا نکلا جاتا ہے، آیا وہ تیمّم سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور اگر پڑھ سکتا ہے تو بعد پانی ملنے کے وہ اس تیمّم والی نماز کو قضا کرے یا نہیں؟

الجواب

پڑھ سکتا ہے اور قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ کرے۔ **لأنه محبوس من جهة العبد.** (۲)

۱۲/ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ۔ تتمہ رابعہ ص ۲۶۔(امداد الفتاویٰ: ۷۳/۱-۷۴)

---

(۱) (وصاحب عذر من به سلس) بول لا يمكنه إمساكه (أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة) الخ (إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة) بأن لا يجد في جميع وقتها زمناً يتوضأ ويصلي فيه خالياً عن الحدث ولو حكماً لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم (وهذا شرط) العذر (في حق الابتداء وفي) حق البقاء (كفى وجوده في جزء من الوقت) ولو مرةً وفي حق الزوال يشترط استيعاب الانقطاع تمام الوقت حقيقةً لأنه الانقطاع الكامل (وحكمه الوضوء) لا غسل ثوبه ونحوه (لكل فرض) اللام للوقت، (ثم يصلي به فيه فرضاً ونفلاً) فدخل الواجب بالأولىٰ (فإذا خرج الوقت بطل) أي ظهر حدثه السابق. (الدر المختار علىٰ رد المحتار، مطلب في أحكام المعذور، قبيل باب الأنجاس: ۲۸۰/۱ تا ۲۸۲، ظفیر)

(۲) والمحبوس في السجن يصلي بالتيمم ويعيد بالوضوء لأن العجز إنما تحقق بصنع العباد وصنع العباد لايؤثر في إسقاط حق الله تعالىٰ. (الفتاویٰ الهندية: ج ۱ص ۱۵، انیس)

جس طرح مرض وخوفِ مرض کی صورت میں وضو وغسل کے بدلے تیمّم کرنا جائز ہے اسی طرح پانی کے استعمال سے عاجز ہونے کی صورت میں بھی تیمّم درست ہے۔ اور یہ عجز کئی صورتوں میں ہوتا ہے۔

۱......مثلاً اگر کوئی شخص قیدی ہو اور نماز کا وقت ہو جائے مگر اسے پانی نہ ملے تو اس کے لیے تیمّم جائز ہے۔ اگر ایسا ہو کہ کسی وقت اسے پانی ملتا ہو اور کسی وقت نہ ملتا ہو تو جس وقت پانی نہ ملے اور نہ وہ طہارت کی حالت میں ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور پھر دوسرے وقت اعادہ کر لے، یہ بہتر ہے۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۲۴۶/۱)

۲......اور اگر قیدی کے پاس نہ تو پانی ہو اور نہ پاک مٹی ہو، دیواریں بھی چونا، اینٹ، سمنٹ وغیرہ اجناس ارض کی نہ ہوں تو ایسا شخص بلا طہارت نماز پڑھ لے اور پھر جب پانی مل جائے تو وضو کر کے نماز لوٹائے۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۲۴۶/۱) ==

جیل خانہ میں پانی نہ ملنے پر تیمّم کا حکم:

سوال: افغانستان اور کشمیر کے جہاد میں جو لوگ کفار کی جیلوں میں محبوس ہیں اگر دشمن باوجود پانی کی موجودگی کے ان کو وضو یا غسل کے لئے نہ چھوڑیں تو کیا یہ لوگ تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

تیمّم کے جواز کے لئے پانی پر عدمِ قدرت ضروری ہے اور یہ عدمِ قدرت چاہے مسافت کی وجہ سے ہو یا مرض کی وجہ سے یا دشمن کی وجہ سے ہو تو ان تمام صورتوں میں تیمّم کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے، لہٰذا اگر قیدی تیمّم کر کے نماز ادا کریں تو جائز ہے۔

قال العلامة الحصكفيؒ:(من عجز)...(عن استعمال الماء)...(لبعده) ولو مقيماً فى المصر(ميلاً)...(أولمرض) يشتد أويمتد بغلبة ظن أوقول حاذق مسلم...(أوبرد) يهلك الجنب أويمرضه...(أوخوف عدو) كحية أونارعلىٰ نفسه ولو من فاسق أوحبس غريم أوماله...(أوعطش) ولولكلبه أورفيق القافلة حالاً أومآلاً". (الدر المختار علىٰ صدر المحتار، باب التيمم: ج١ص٢٣٢ تا ٢٣٥) (١) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ٦١٢)

== ۳......اگر کوئی شخص پانی کے پاس ہو مگر وہ بندھا ہوا ہو اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہو تو وہ تیمّم کر کے نماز اسی حالت میں اشارہ سے ادا کرے گا اور اگر تیمّم پر بھی قدرت نہ ہو تو وہ اشارہ سے پڑھے گا اور پھر بعد میں اس کا اعادہ کر لے گا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ١/٢٤٦-٢٤٧)

۴......اسی طرح اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہاں پانی تو موجود ہے مگر اسے یہ دھمکی دی جاتی ہو کہ وضو کرو گے تو مار ڈالیں گے یا قید کر دیں گے تو ایسی حالت میں وہ تیمّم کر کے نماز ادا کرے گا اور بعد میں نماز کا اعادہ کرے گا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ١/٢٤٦-٢٤٧)

۵......اگر کوئی شخص پانی کے قریب ہو مگر سوار ہو اور اترنے میں اسے دشمن کی طرف سے مارے جانے یا گرفتار کر لیے جانے کا خوف ہو تو اس کے لیے تیمّم کر کے نماز ادا کرنا جائز ہوگا۔ (حوالۂ سابق: ٢٣١)

٦......اسی طرح اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہاں پانی کا چشمہ قریب ہو مگر وہاں شیر یا دیگر خونخوار درندوں کی طرف سے حملہ کا خوف ہو تو اس کے لیے تیمّم جائز ہوگا۔ (حوالۂ سابق: ٢٣١)

٧......اگر کوئی ایسا شخص ہو جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ پہ زخم ہو تو ایسا شخص تیمّم کے بغیر نماز پڑھے گا۔ (حاشیہ طحطاوی: ١/٦٢، ٦٣)

٨......اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں یا فالج زدہ ہوں اور ران ہاتھوں سے وہ تیمّم نہیں کر سکتا ہو اور نہ کوئی تیمّم کرانے والا ہو تو بغیر طہارت نماز ادا کرے گا۔ (ردالمحتار: ١/٢٥٣) اور اگر وہ محصور ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز کو طہارت پانے تک مؤخر کرے گا بغیر طہارت نماز ادا نہ کرے گا۔ (ردالمحتار: ١/٢٥٢) ان تمام صورتوں میں گرچہ پانی حقیقتاً موجود ہے مگر استعمال سے عاجز ہونے کی وجہ سے شریعت نے اسے پانی نہ پانے والا تسلیم کر کے تیمّم کی اجازت دی ہے۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ١٩٠ تا ١٩٢، انیس)

(١) **قال الشيخ السيد أحمد الطحطاویؒ:"(ومنه خوف عدو) آدمي أوغيره سواء خافه علىٰ نفسه أوماله أو أمانته أوخاف فاسقاً عند الماء أوخاف المديون المفلس الحبس ولا إعادة عليهم ولا علىٰ من حبس فى السفر بخلاف المكره علىٰ ترك الوضوء فتيمم فإنه يعيد الصلوٰة". (مراقى الفلاح علىٰ صدر الطحطاوى، باب التيمم: ص ٩٢)**

قیدی کو پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے پھر اس کا اعادہ کرے:

سوال: بکر جیل میں قید ہے، جیل کا دستور ہے کہ پانچ بجے کے بعد قیدیوں کو کوٹھریوں میں بند کر دیتے ہیں اور وہ مغرب، عشا اور فجر اندر ہی پڑھتے ہیں، کبھی کبھی رات کو پانی نہیں ہوتا تو کیا بکر تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے؟ اور پھر اس نماز کا اعادہ بھی کرے یا نہ کرے؟ (محمد شفیع کالی موری حیدر آباد)

الجواب

ایسی صورت میں وضو کے لئے پانی بھر کے رکھ لیا کریں۔ اگر کبھی ایسا نہ ہو سکے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لیں مگر بعد میں اس کا اعادہ کریں۔

والمحبوس فی السجن یصلی بالتیمم ویعید بالوضوء لأن العجز إنما تحقق بصنع العباد وصنع العباد لایؤثر فی إسقاط حق اللّٰہ تعالیٰ. (عالمگیری: ج۱ص۱۵) فقط واللّٰہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان، الجواب صحیح: بندہ عبد الستار، عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء

(خیر الفتاویٰ: ۲/ ۱۲۱۔۱۲۲)

مرض کی وجہ سے پانی نقصان دہ ہو تو تیمّم کیا جا سکتا ہے:

سوال: زید کی بیوی ایک طویل بیماری میں مبتلا ہے حتیٰ کہ نل کے پانی سے وضو کرنے سے بھی اس کے پیٹ میں درد ہو جاتا ہے۔ کیا اس بیماری کی وجہ سے زید کی بیوی کے لئے تیمّم کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب

کسی طبیب سے مشورہ کیا جائے، اگر وہ وضو کو مضر قرار دے تو تیمّم کیا جا سکتا ہے۔(۱) واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۶/ ۵/ ۱۳۸۸ھ (فتویٰ نمبر ۶۱۸/ ۱۹، الف) الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ (فتاویٰ عثمانی: ۱/ ۳۴۷)

---

(۱) **عن عمرو بن العاصؓ قال: احتلمت فی لیلة باردة فی غزوة ذات السلاسل، فأشفقت أن أغتسل فأهلک فتیممت ثم صلیت بأصحابی الصبح، فذکروا ذلک لرسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم فقال: یا عمرو! صلیت بأصحابک وأنت جنب؟ فأخبرته بالذی منعنی من الاغتسال وقلت: إنی سمعت اللّٰہ یقول: وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَکُمْ إِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْماً. (سورة النساء: ۲۹) فضحک رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم ولم یقل شیئاً. (أبو داؤد، باب إذا خاف الجنب البرد أیتیمم؟، ص۶۰، نمبر ۳۳۴)**

۱...... تمام فقہا کا اس پر اتفاق ہے کہ مریض کے لیے اس صورت میں تیمّم جائز ہے جب پانی کے استعمال سے یا جان یا کسی عضو کی ہلاکت کا یقین ہو۔ اسی طرح اگر مرض کی تکلیف میں شدت یا شفا میں تاخیر کا ظن غالب ہو چاہے اپنے علم کے ذریعہ ہو یا معتبر طبیب کے کہنے پر ہو جو مسلمان ہو اور فسق وفجور میں مبتلا نہ ہو تو اس صورت میں تیمّم جائز ہے۔ (رد المحتار: ۱/ ۲۱۵)

۲...... جہاں مسلمان معتبر طبیب نہ ہو اور کوئی غیر مسلم ماہر طبیب ہو اور پانی کے استعمال سے روکتا ہو اور مریض کو اس کی بات پر یقین ہو تو اس کے لیے تیمّم جائز ہے۔

==

مرض کی وجہ سے تیمّم:

سوال: ایک طبیب مسلمان بعض مخصوص مرض کے متعلق اپنے آپ کو حاذق کہتے ہیں اور بعض لوگ بھی کہتے ہیں کہ فلاں فلاں مرض کی دوا اس کی، بہ نسبت دوسروں کی، اچھی ہے وہ دوا کے استعمال کے بعد اغتسال کے بجائے تیمّم کا حکم لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر غسل فرض ہو تب بھی تیمّم کرو؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

اگر حاذق دیندار طبیب یہ کہتا ہے کہ غسل کرنے سے مرض میں ترقی ہوجائے گی یا دیر میں اچھا ہوگا، تو تیمّم درست ہے۔(۱)

تیمم لبُعده میلاً عن ماء أو لمرض، کنز. (۲)

قال الزیلعی: وأما المرض، فمنصوص علیه، سواء خاف ازدیاد المرض أو طوله باستعمال الماء، الخ. (۳)

== ۳......اگر کوئی شخص بخار میں مبتلا ہو اور بخار ایسا ہو کہ پانی چاہے گرم ہو یا ٹھنڈا، اس کے استعمال سے مرض میں اضافہ اور تکلیف بڑھنے کا اندیشہ غالب ہو تو تیمّم درست ہے اور اگر گرم پانی کے استعمال سے مرض کی زیادتی کا اندیشہ نہ ہو تو تیمّم جائز نہیں گرم پانی سے وضو کرنا ضروری ہے۔

۴......اگر کسی کا آپریشن ہوا ہو، یہ آپریشن آنکھ یا پیٹ کا ہو جس میں وضو کرنے میں حرکت ہونے سے مرض کے بڑھنے کا اندیشہ قوی ہو تو ایسی حالت میں تیمّم کر کے نماز ادا کرے۔

۵......اسی طرح اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے رات کو غسل کی حاجت پیش آجائے اور موسم سرد ہو اور گرم پانی میسر نہ ہو اور نہ کوئی ذریعہ پانی گرم کرنے کا ہو جیسے حالت سفر میں ہو اور اگر وہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرتا ہے تو مریض ہونے کا اندیشہ غالب ہو تو ایسے شخص کے لیے جائز ہے کہ صبح کی نماز تیمّم سے پڑھ لے اور پھر دن میں غسل کر کے باقی نمازیں ادا کرے۔(غنیۃ المستملی:ص۶۴)

۶......اگر جنبی کو موسم سرما میں غسل کرنے سے مریض ہونے کا اندیشہ ہو مگر وضو سے نہ ہو تو ایسے شخص کے لیے جائز ہے کہ وضو کرے اور غسل کی جگہ تیمّم کرلے۔(فتاویٰ دارالعلوم:۲۶۲/۱)

۷......جو شخص وضو اور غسل دونوں سے معذور ہو وہ حالت جنابت میں ایک ہی تیمّم غسل اور وضو کی نیت سے کرلے تو جائز ہے اور اگر تیمّم صرف غسل کی نیت سے کیا تو اس کے لیے دوبارہ عبادات کے لیے وضو کی نیت سے تیمّم کرنا ضروری ہوگا۔(ردالمحتار:۲۱۴/۱۔تاتارخانیہ:۲۴۵/۱)

۸......اگر کوئی عورت ہو جسے رات کے وقت جنابت سے غسل میں اپنے یا بچہ کی بیماری کا خوف ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور پھر جب دن میں دھوپ نکل جائے یا گرم پانی میسر ہو تو غسل کر کے بقیہ نمازیں پڑھ لے۔(طہارت کے احکام ومسائل،صفحہ۱۸۷،انیس)

وفی الدر المختار، باب التیمم، ج۱ص۲۳۲: من عجز عن استعمال الماء.... لمرض یشتد أو یمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم ... تیمم، وکذا فی الهندیة، الباب الرابع فی التیمم: ۲۸/۱۔

(۱) **عن عمرو بن العاصؓ قال: احتلمت فی لیلة باردة ...الخ. (أبوداؤد، باب إذا خاف الجنب البرد أیتیمم، انیس)**

(۲) **کنز الدقائق: ۹/۱، باب التیمم، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی۔**

(۳) **تبیین الحقائق: ۱۱۸/۱، کتاب الطهارة، باب التیمم، دار الکتب العلمیه، بیروت**

وقال العلامة الحصكفي: (أولمرض) يشتد أويمتد بغلبة ظن أوقول حاذق مسلم. (الدر المختار) قال الشامي: أي إخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق وقيل عدالته شرط. (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۷۷/۵)

اندیشۂ مرض میں مریض کی طبیعت اور طبیب دونوں کا اعتبار ہے:

سوال: علالت کے وقت جو تیمّم جائز ہے اس میں طبیعت بیمار کو دخل ہے یا طبیب حاذق کو یا اور کوئی معیار ہے؟

الجواب

درمختار میں ہے: "**(أولمرض) يشتد أويمتد بغلبة ظن أوقول حاذق مسلم الخ**". (۲)
اس سے معلوم ہوا کہ تیمّم میں طبیعت و تجربہ وظن غالب بیمار کو بھی دخل ہے اور طبیب حاذق کے قول کو بھی، ان میں سے جو بھی پایا جاوے مبیح تیمّم ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۲۵۸/۱)

مرگی کے مریض کے لیے غسل کے بجائے تیمّم کا حکم:

سوال: میں مرگی کا مریض ہوں ایک دفعہ غسل کا ارادہ کیا، دوران غسل مرگی کا دورہ پڑ گیا جس کی وجہ سے پیشانی کسی تیز پتھر سے لگی اور زخمی ہوگئی تقریباً ایک ماہ تک زخم تھا، کیا ایسی حالت میں مجھے غسل نہ کرنے کی اجازت ہوگی، یا غسل ضرور کرنا ہے؟ یا کوئی اور طریقہ بتلایا جائے؟ بینوا توجروا۔ المستفتی عبد الرحمٰن بنوں۔ ۲۰/نومبر ۱۹۷۴ء۔

الجواب

اگر ہو سکے تو آپ طلوع فجر سے قبل غسل کیا کریں اور باقی مسئلہ یہ ہے کہ اگر غسل کرنے سے دورہ آنا متیقن ہو یا مظنون ہو تو آپ تیمّم کر سکتے ہیں۔

كما في الهندية، جلد ۱ ص ۲۸: ويعرف ذلك الخوف إما بغلبة الظن عن أمارة أوتجربة أوإخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق، كذافي شرح منية المصلي لإبراهيم الحلبي. (۴) **وهو الموفق** (فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم: ۹۰-۹۱)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۲۳۳/۱، باب التيمم، سعيد، وكذا في الفتاوىٰ الهندية: ۲۸/۱، باب التيمم، رشيديه، وكذا في التاتارخانية: ۲۴۳/۱، باب التيمم، إدارة القرآن، كراچی)

(۲) الدر المختار علىٰ رد المحتار، باب التيمم: ۲۱۵، ظفیر

(۳) قوله بغلبة ظن أي عن أمارة أوتجربة. (شرح المنية) قوله حاذق مسلم أي إخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق وقيل وعدالته شرط، شرح المنية. (ردالمحتار، باب التيمم: ۲۱۵/۱، ظفیر)

(۴) الفتاوىٰ الهندية، باب التيمم، الفصل الأول.

عن عمرو بن العاصؓ قال: احتلمت في ليلة باردة ... الخ. (أبو داؤد، باب إذا خاف الجنب البرد أيتيمم، انیس)

دائمی زکام کے مریض کے لیے تیمّم کا حکم:

سوال: کوئی شخص زکام کا دائمی مریض ہو اور مغرب، فجر اور عشا کے وقت وضو کرنے سے تبخیر اور کھانسی کی شکایت ہو جاتی ہے، اس کے لیے تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر وضو کرنے سے اس شخص کے مرض میں شدت ہو جاتی ہے اس کے لیے تیمّم درست ہے، تیمّم کر کے نماز پڑھے لیکن تیمّم صرف مرض کی زیادتی کے وہم کی بنا پر درست نہیں ہے۔(۱)

ولو كان يجد الماء إلا أنه مريض فخاف إن استعمل الماء اشتد مرضه يتيمم(۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔ ۷/۸/۱۳۷۵ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۷)

بخار اور سخت سردی اور ٹھنڈ کی وجہ سے تیمّم جائز ہے یا نہیں:

سوال: اگر سردی کے موسم میں کوئی شخص ایسے جنگل میں کام کرنے جاتا ہو کہ جہاں پانی نہایت درجہ کا سرد ہو اور وہاں گرم کرنے کے اسباب نہ ہوں جیسے برتن وایندھن اور جاڑے کا وقت بہت ہو جیسے ابر کی وجہ سے دھوپ نہ ہو، یا شام یا رات یا صبح کا وقت ہو اور جاڑے کی وجہ سے جنبی کو غسل اور بے وضو کو وضو کرنے کی تاب نہ ہو سکے، یا کسی کو بخار جاڑا بہت چڑھ رہا ہو تو تیمّم کرنا ایسے شخصوں کے واسطے جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

حالت مرض اور خوف مرض میں تیمّم درست ہے جب کہ سرد پانی سے غسل کرنے میں یا وضو کرنے میں اندیشہ ہلاکت کا یا مرض کا ہو تو تیمّم جائز ہے۔(۳)

كما في الدر المختار: (أو لمرض) يشتد أو يمتد، إلخ. (۴) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۵۷)

اندیشۂ بخار میں تیمّم کر سکتا ہے یا نہیں:

سوال: ایک شخص کو ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے سردی ہو کر بخار کا اندیشہ ہے اگر یہ شخص گرم پانی سے وضو

---

(۱) عن عمرو بن العاصؓ قال: احتلمت في ليلة باردة... الخ. (أبو داؤد، باب إذا خاف الجنب البرد أيتيمم؟ انیس)

(۲) الهداية: ۱/۳۹۔

(۳) (من عجز)......(عن استعمال الماء) الخ (لبعده)...... (ميلاً) الخ (أو لمرض) يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم الخ (أو برد) يهلك الجنب أو يمرضه ولو في المصر إذا لم تكن أجرة حمام ولا ما يد فئه، الخ، (تيمم). (الدر المختار على رد المحتار، باب التيمم: ۱/۲۱۴، ظفیر)

(۴) الدر المختار على رد المحتار، باب التيمم: ۱/۲۱۵، ظفیر

کرنا چاہے تو اسے یا اس کی عورت کو اکثر پانی گرم کرنے میں تکلیف ہوتی ہے تو وہ شخص تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

جبکہ پانی گرم کرکے وضو کرنے کی استطاعت ہے تو تیمّم کرنا اس کو درست نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۵۷)

اندیشۂ مرض کے وقت تیمّم جائز ہے یا نہیں:

سوال: زید ایک ضعیف الجثۃ دائم المریض شخص ہے، شامت اعمال سے اس کی صحت بہت خراب ہوگئی ہے خصوصاً اعصاب اور دماغ نہایت ہی ضعیف ہوگیا ہے۔اندریں حالت موسم سرما میں جب کہ اس کو ضرورتِ شرعی سے بخیال قضائے نماز صبح کے وقت ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کی نوبت آتی ہے تو دردسر یا زکام وغیرہ کی تکلیف لاحق ہوتی ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتی، اور چونکہ گرم پانی کا حصول بروقت اپنی بے سروسامانی سے غیر ممکن ہے اس لیے مجبوراً ٹھنڈے ہی پانی سے کام لینا پڑتا ہے جس سے ایک خوف یہ بھی لگا رہتا ہے کہ مبادا فالج وغیرہ کا اثر نہ ہوجائے کیونکہ اعصاب میں نہایت کمزوری آگئی ہے۔زید کی موجودہ حالت پر نظر کرکے ایک طبیب صاحب علم نے زید کو یہ رائے دی کہ تم ایسی حالت میں ضرورت کے وقت بجائے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کے صبح کی نماز تیمّم کرکے پڑھ لیا کرو۔بعد میں پھر گرم پانی سے غسل کرلیا کرو اور تیمّم غسل کے بعد وضو کرکے نماز پڑھنی چاہئے۔اور نماز کو بعد غسل کے احتیاطاً اعادہ کرنے کی تو ضرورت نہیں ہے؟

الجواب

اگر گرم پانی میسر نہ ہو اور طبیب حاذق کے قول وغیرہ سے بظن غالب اندیشہ مرض کا ہو تو تیمّم کرکے نماز پڑھ لینا اس حالت میں درست ہے اور چونکہ تیمّم غسل کا بجائے وضو وغسل کے ہے اس لیے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہی ایک تیمّم دونوں کے لیے کافی ہے۔(۲) مگر احتیاط یہ ہے کہ بعد میں گرم پانی سے غسل کرکے اعادہ اس نماز کا کرلیوے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۴۶-۲۴۷)

---

(۱) وإذا خاف المحدث إن توضأ أن يقتله البرد أو يمرضه يتيمم الخ لكن الأصح عدم جوازه إجماعاً، كذا في النهر الفائق والصحيح أنه لا يباح له التيمم، كذا في الخلاصة وفتاویٰ قاضيخان. (عالمگیری کشوری، الباب الرابع في التيمم:۱/۳۶)

(۲) (أو برد) يهلك الجنب أو يمرضه ولو في المصر إذا لم تكن له أجرة حمام ولا مايدفئه الخ (تيمم) لهذه الأعذار كلها. (الدر المختار علیٰ ردالمحتار، باب التيمم:۱/۲۱۶، ظفیر)

(۳) اعادہ کا جزئیہ نہیں مل سکا، شاید درمختار کی اس عبارت سے لیا گیا ہے: "(لا) يتيمم (لفوت جمعة ووقت) ولو وتراً لفواتها إلیٰ بدل وقيل تيمم لفوات الوقت، قال الحلبي: فالأحوط أن يتيمم ويصلي ثم يعيده". (الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب التيمم:۱/۲۲۷، ظفیر)

بیماری یا پیری کی وجہ سے پانی نقصان دہ ہو، تو غسل کے لیے تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں:

سوال: تیمّم بحالت عذر جیسا کہ وضو سے ہوسکتا ہے ویسا ہی غسل سے بھی ہوسکتا ہے یا نہیں اور اس تیمّم غسل سے نماز فرض ونفل اور قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی شخص کو بوجہ ضعف بیماری یا پیری پانی ضرر رساں ہو یا خوف ضرر ہو یا استعمال ماء اس پر گراں وسخت ہو اور تحمل نہ کرسکے تو تیمّم وضو اور غسل سے اس کو نماز فرض ونفل اور تلاوت قرآن شریف جائز ہوگی یا نہ؟

الجواب

تیمّم بحالت عذر جیسا کہ وضو سے ہوتا ہے، ویسا ہی غسل سے بھی ہوتا ہے اور اس تیمّم سے نماز فرض ونفل وتلاوت کلام مجید سب درست ہے۔(۱) اور وہ عذر جس سے تیمّم حدث وجنابت سے درست ہے، یہ ہے کہ مریض کو اشتداد مرض یا امتداد مرض کا خوف ہو یعنی وضو کرنے یا غسل کرنے سے اس کا مرض بڑھ جاوے گا، یا ممتد ہو جاوے گا یا جاڑے کی وجہ سے ہلاک یا بیمار ہو جاوے گا۔ محض اس وجہ سے کہ ٹھنڈا پانی برا معلوم ہو اور گراں ہو اور اس سے تکلیف ہوتی ہو، تیمّم درست نہیں ہے، بلکہ اندیشہ یہ ہو کہ مرجاوے گا، یا بیمار ہو جاوے گا، اس وقت تیمّم درست ہے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۲۴۸/۱ و ۲۴۹)

بیماری کے وہم کی بنیاد پر تیمّم:

سوال: اگر تیمّم کرنے میں بار بار کا تجربہ نہیں ہے مگر جب بھی غسل کرتا ہے کچھ نہ کچھ ہوتا ضرور ہے تب کیا کیا جائے؟ بعض دفعہ ضعف قلب اور ضعف طبیعت کی بنا پر وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ غسل اور وضو سے شاید طبیعت خراب ہو جائے، اس بنا پر تیمّم کرلیا جائے، یا طبیعت سست ہوئی اور تیمّم کرلیا کہ کہیں خراب نہ ہو جائے، یا نزلہ اور زکام ہو جانے کے اندیشہ سے، تیمّم کیا جائے، یا ٹھنڈے پانی سے وضو وغسل کرنے سے ڈر معلوم ہوا، طبیعت کے نہ برداشت کرنے کی وجہ سے یا طبیعت کے کسل یا ضعف طبیعت کی بنا پر جیسا کہ مشہور ہے کہ ''گرم پانی سے وضو وغسل کرنے سے ٹھنڈ زیادہ محسوس ہوتی ہے'' اس وجہ سے نہ ٹھنڈے سے کیا نہ گرم سے کہ گرم سے زیادہ ٹھنڈ محسوس ہوگی، یا گرم پانی سے اس لیے وضو غسل نہیں کیا کہ ٹھنڈے پانی کا عادی ہے اور ٹھنڈ زیادہ پڑ رہی ہے۔

---

(۱) ویصلی بتیممه ما شاء من الفرائض والنوافل. (الهداية، باب التيمم: ۵۵/۱، ظفیر مفتاحی)

(۲) (من عجز)......(عن استعمال الماء) لبعده......(ميلاً)......(أو لمرض) يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم...... أو برد) يهلك ...... أو يمرضه...... (أو خوف عدو) (أو عطش)......(أو عدم آلة) طاهرة يستخرج بها الماء......(تيمم) لهذه الأعذار كلها (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب التيمم: ج۱ص۲۱۴ و۲۱۸) قال في البحر: إنه متى قدر على الاغتسال بوجه من الوجوه لايباح له التيمم إجماعاً. (رد المحتار، باب التيمم: ج۱ص۲۱۶، ظفیر)

گرم پانی سے کرتا ہے توجلد پھٹ جائے گی یا خشکی جلد پر پیدا ہوجائے گی جس کی وجہ سے ظاہر ہے کہ پریشانی ہوگی، اور ٹھنڈے پانی کی برداشت نہیں، اس لیے تیمّم کرلیا تب کیا حکم ہے؟ اور ٹھنڈے سے کرنے کی ہمت نہیں، گو بعض اوقات طبیعت بھی خراب ہوجاتی ہے مگر وجوہات وہی ہیں جو اوپر گذریں۔

اور جن اوقات میں وضو وغسل کرنے سے طبیعت خراب ہونے کا اندیشہ ہے، یا کسل وکم ہمتی، یا پانی زیادہ ٹھنڈا رہتا ہے تو ان اوقات کے علاوہ جن میں یہ وجوہات رفع ہوجائیں اوران میں بھی وضو غسل نہ کیا جائے اور پھر وہی اوقات آجائیں، جن میں یہ باتیں پیدا ہوجائیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور بیچ میں کوئی نماز نہیں آئی، یا آئی، لیکن کوئی عذر پیدا ہوگیا، مثلاً کھانا کھالیا اوراب دوگھنٹہ کے بعد نہانا چاہئے اور نماز پڑھ لی، یا پڑھادی اور دوگھنٹہ کے بعد پھر وہی اوقات آگئے، جن میں مذکورہ بالا وجوہات پیدا ہوگئیں تو ان صورتوں میں نماز ہوگی یا نہیں؟ دومعذوریوں کے درمیان میں جو وضو یا غسل نہیں کیا ہے جس میں کوئی عذر نہیں تھا اس کا کیا ہوگا؟ نیز ان صورتوں میں کیا حکم ہے؟ (محمد انس، تلی تال، نینی تال)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

محض کم ہمتی، سستی، وہم کوئی چیز نہیں ہے ہاں اگر بار بار کا تجربہ ہو کہ غسل یا وضو کرنے سے بیماری ہوجاتی ہے، یا بیماری میں اضافہ ہوجاتا ہے تو تیمّم کی اجازت ہے، پھر جب یہ عذر باقی نہیں رہا تو غسل کرلینا لازم ہے تاکہ دوسری نماز باغسل ادا ہو، لیکن اگر عذر ایسے وقت ختم ہوا کہ کسی نماز کا وقت نہیں مگر غسل نہیں کیا، پھر جب دوسری نماز کا وقت آیا تو وہی عذر غسل سے مانع پھر پیش آگیا، تو اب پھر تیمّم کرکے نماز ادا کرنا درست ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۷/۹۴ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۷۸/۵-۱۷۹)

زیادتیٔ مرض کی وجہ سے اور مسجد کی دیوار سے تیمّم:

سوال: ایک آدمی جس کی عمر ۶۵/سال ہے، عرصہ ۷/سال سے مرض درد (گٹھیا) ہے، ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے پر مرض میں اضافہ ہوجاتا ہے، اکثر اسی وجہ سے تیمّم کرتا ہے، لیکن بعض احباب معترض ہیں کہ ہمیشہ تیمّم نہ کیا جائے۔

کاروباری آدمی ہے گرم پانی کا ہر وقت انتظام نہیں کرسکتا، ہمارے یہاں کی مساجد میں گرم پانی کا نظم نہیں رہتا ہے اور تیمّم کے لیے مٹی بارش کی وجہ سے نرم رہتی ہے، اس لئے مسجد کے اندر تیمّم کرلیتا ہے، اس پر بھی بعض حضرات کا کہنا ہے کہ مسجد کے اندر تیمّم نہیں کرنا چاہئے، براہ کرم حکم شرعی سے مطلع فرمادیں؟

(۱) الثانی العذر المبیح للتیمم ... ومن العذر حصول مرض یخاف منه اشتداد المرض أو بطء البرء أو تحرکه کالمحموم والمبطون، ومن الأعذار برد یخاف منه بغلبة الظن التلف لبعض الأعضاء أو لمرض إذا کان خارج المصر یعنی العمران ولو القری التی یوجد بها الماء المسخن، الخ. (مراقی الفلاح: ص/۱۱۴، باب التیمم، قدیمی، وکذا فی البحر الرائق: ۲۴۶/۱، باب التیمم، رشیدیه، وکذا فی الحلبی الکبیر: ص/۶۵، فصل فی التیمم، سهیل اکیڈمی، لاهور)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

جب کہ وضوکرنے سے مرض میں اضافہ ہوتا ہے تو تیمّم آپ کے لیے درست ہے۔(۱) تیمّم کے لیے ایک بڑا ڈھیلا یا اینٹ مستقل علاحدہ محفوظ رکھ لیں، بارش کا اثر نہ پہنچے، پختہ دیوار اور پتھر سے بھی تیمّم درست ہے۔(۲) مسجد کی دیوار سے تیمّم نہ کریں۔(۳) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱۰/۸۶ھ۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۹۱/۵۔۱۹۲)

بچہ کے مرض کے خطرہ کے وقت ماں کو تیمّم کرنا درست ہے یا نہیں:

سوال: ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلاتی ہے جو پاخانہ پیشاب اکثر ماں کے کپڑوں پر کرتا ہے اور بوجہ اس کے کہ میرے متواتر غسل سے بچہ علیل ہو جائے گا یا میں خود علیل ہو جاؤں گی نہاتی نہیں ہے تو اس وجہ سے کیا اس کو قرآن پڑھنا جائز ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

اگر بار بار کے غسل سے اس کو اپنے یا بچہ کی بیماری کا خوف ہو تو تیمّم کرکے نماز پڑھ لیا کرے پھر دھوپ کے وقت یا گرم پانی سے غسل کر کے ان نمازوں کا پھر اعادہ کرلیا کرے اور تیمّم کے بعد تلاوت قرآن شریف بھی درست ہے۔(۴) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۲۶۱/۱)

---

(۱) (من عجز)...... (عن استعمال الماء)...... (لبُعده)...... (میلاً)...... (أولمرض) یشتد أویمتد بغلبة ظن أوقول حاذق مسلم ولوبتحرک، الخ (تیمم) لهذه الأعذار کلها. (الدرالمختارمتن ردالمحتار: ۲۳۲/۱تا۲۳۶، باب التیمم، سعید، وکذا فی الفتاویٰ العالمگیریة: ۲۸/۱، الباب الرابع فی التیمم، رشیدیة، وکذا فی النهر الفائق: ۹۸/۱، باب التیمم، امدادیه)

(۲) (تیمم) لهذه الأعذار کلها، الخ (بمطهر من جنس الأرض وإن لم یکن علیه نقع) أی غبار. (الدرالمختارمتن ردالمحتار: ۲۳۶/۱، ۲۳۹، باب التیمم، سعید، وکذا فی المحیط البرهانی: ۱۵۷/۱، الفصل الخامس فی التیمم، غفاریه، وکذا فی خلاصه الفتاوی: ۳۵/۱، جنس آخر فیما یجوزبه التیمم، أمجد اکیڈمی، لاهور)

(۳) ویکره مسح الرجل من طین الردغة بأسطوانة المسجدأوبحائطه. (فتاویٰ قاضیخان: ۶۵/۱، کتاب الطهارة، فصل فی المسجد، رشیدیه)

(۴) جواب میں عورت کو جنبی فرض کرلیا گیا ہے ورنہ صرف بچہ کے پیشاب، پاخانہ سے نہانا واجب نہیں ہوتا جس حصہ میں نجاست لگی ہے اس کا دھولینا اور کپڑا بدل لینا کافی ہے، فقہاؒ نے ہلاکت اور بیماری یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں جنبی (ناپاک) کو تیمّم کی اجازت دی ہے۔((من عجز)...... (عن استعمال الماء) الخ (لبعده)...... (میلاً) الخ (أوبرد) یهلک الجنب أویمرضه ولوفی المصر إذا لم تکن أجرة حمام ولاما یدفئه، الخ (درمختار) أی من ثوب یلبسه أومکان یأویه. قال فی البحر: فصار الأصل أنه متی قدرعلی الاغتسال بوجه من الوجوه لایباح له التیمم إجماعاً. (ردالمحتار، باب التیمم: ۲۱۶/۱، ظفیر)

بوڑھا آدمی ضعف ومرض کی بنیاد پر تیمّم کریگا یا نہیں:

سوال: متعلقہ تیمّم بوجہ ضعف ومرض۔

الجواب

بوڑھا کمزور آدمی جسے خوف ہو کہ اگر غسل کرے تو سخت بیمار ہو جائے گا۔اسے جائز ہے کہ غسل کے بجائے غسل کا تیمّم کرلے اور وضو کرکے نماز پڑھ لے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔دہلی (کفایت المفتی:۲/۲۶۸)

پانی سے نقصان کا خطرہ ہو،تو طہارت کیسے حاصل کرے:

سوال: بیمار آدمی کے بدن پر نجاست لگی ہوئی ہے پانی نقصان کرتا ہے تو کس طرح طہارت حاصل کرے؟

الجواب

بدن پر نجاست ہو تو اس کو دھولے بعد میں تیمّم کرے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۴۴)

جو مریض وضو کرسکتا ہے مگر غسل نہیں،تو کیا کرے:

سوال: جو مریض وضو کرسکتا ہو،مگر غسل سے معذور ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب

یہ جائز ہے یعنی وضو کرے اور غسل کی جگہ تیمّم کرے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲۶۲)

دمہ کے مریض کے لیے تیمّم کی اجازت:

سوال: زید دمہ کا مریض ہے حاجت غسل ہو جانے کی صورت میں فجر کی نماز سے قبل اگر غسل کرلے تو مرض بڑھ جاتا ہے اور آفتاب کے نکلنے کے بعد غسل کرنے سے مرض نہیں بڑھتا ہے مگر نماز قضا ہو جاتی ہے اس صورت میں زید کو کیا کرنا چاہئے؟

---

(۱) "وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْعَلٰى سَفَرٍ اَوْجَاءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ".(سورۃ النساء:۴۳،انیس)

پھر دھوپ کے وقت غسل کرلے۔ قال في البحر: فصار الأصل أنه متى قدر على الاغتسال بوجه من الوجوه لايباح له التيمم إجماعاً.(ردالمحتار، باب التيمم:۱/۲۳۴،انیس)

(۲) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرئية الخ بقلعها أى بزوال عينها الخ ويطهر محل غيرها أى غير مرئية بغلبة ظن غاسل الخ.(الدر المختار على ردالمحتار، باب الأنجاس:۱/۳۰۲)

أو لمرض يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم الخ تيمم.(الدر المختار على ردالمحتار،باب التيمم:۱/۲۱۵،ظفیر)

(۳) ويجوز التيمم إذا خاف الجنب إذا اغتسل بالماء أن يقتله البرد أو يمرضه الخ.(عالمگیری،باب التیمم:۱/۲۶،ظفیر)

الجواب ــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر زید دمہ کا مریض ہے اور صبح میں غسل کرنے سے اس کا مرض بڑھ جاتا ہے تو وہ نجاست کو دھوکر غسل کے بجائے تیمّم کرلیا کرے۔(۱) اور اگر وضو سے نقصان نہیں ہوتا ہے تو نماز وضو کر کے پڑھا کرے اور اگر وضو سے بھی نقصان ہوتا ہے تو اس تیمّم سے نماز بھی درست ہے۔

دھوپ نکلنے پر جب غسل نقصان نہیں کرتا تو اس وقت تیمّم باطل ہوجائے گا اس لیے غسل فرض ہوجائے گا فجر کی نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۵/۴/۱۳۷۲ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۷۵)

بیماری کی حالت میں تیمّم سے پڑھی گئی نماز کا حکم:

سوال: میں بیمار تھا ریڑھ کی ہڈیاں خراب ہوگئیں جن پر ڈاکٹر نے پلاسٹر لگادیا اور مسلسل دوسال تک لیٹے رہنے کا حکم دیا میں اس دوران برابر تیمّم سے نماز پڑھتا رہا، معذوری کی بنا پر وضو اور غسل نہیں کرسکتا تھا ان نمازوں کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جب معذوری کی بنا پر تیمّم کر کے نماز پڑھی اور وضو و غسل نہیں کیا تو یہ تیمّم، وضو اور غسل کے قائم مقام ہوگیا اور نماز صحیح ہوئی، اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۲۹/۱۱/۱۳۷۰ھ۔ (فتاویٰ امارت:۲/۷۵۔۷۶)

سردی میں نزلہ کے خوف سے بجائے غسل جنابت، تیمّم:

سوال: ایک شخص کو سردی کے اثر سے نزلہ ہوجاتا ہے تو اس کو ایام سرما میں صبح یا اور کسی سردی کے وقت بخوف نزلہ بجائے غسل جنابت تیمّم کرنا اور اس تیمّم سے صلوٰۃ فجر یا اور کسی نماز کو ادا کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) بشرطیکہ گرم پانی سے بھی وضو یا غسل نقصان دہ ہو یا گرم پانی میسر نہ ہو۔(مجاہد)

(من عجز)......(عن استعمال الماء) ...... (لبعده)......(ميلاً)......(أو لمرض)يشتد أويمتد بغلبة ظن أوقول حاذق مسلم......(تيمم). (الدر المختار على رد المحتار، باب التيمم:۱/۳۹۵تا۴۰۱)

(۲) ’’(وكذا) ينقضه (كل مايمنع وجوده التيمم إذا وجد بعده)لأن ماجاز بعذر بطل بزواله، فلوتيمم لمرض بطل ببرئه أولبرد بطل بزواله‘‘. (الدر المختار على رد المحتار:۱/۴۲۸)

(۳) اس مسئلہ پر مفصل بحث علامہ شامیؒ نے کی ہے جس کا حاصل ہے کہ کسی شخص کے پاس خادم ہو یا اولاد ہو یا دوست ہو یا بیوی ہو، کسی شخص کو اجرت پر رکھے یا بغیر اجرت پر بہر صورت اگر کوئی دوسرا وضو کرانے والا موجود ہو تو تیمّم اس کے لیے صحیح نہیں ہے اور ایک دم معذور ہو یا اس کو سخت تکلیف پہنچائے بغیر وضو نہیں کرایا جاسکتا ہو تو اس کے لیے تیمّم جائز ہے۔(بحوالہ رد المحتار، باب التیمم:۱/۳۹۷، مجاہد الاسلامؒ)

الجواب

جواز تیمّم کے لیے استعمال آب سے عاجز ہونا شرط ہے خواہ وہ اس وجہ سے ہو کہ پانی مفقود ہے یا اس وجہ سے کہ پانی کے استعمال سے مرض کی زیادتی وامتداد کا خوف ہے یا سردی کی وجہ سے ہلاکت یا بیماری کا اندیشہ ہے اور پانی گرم نہیں مل سکتا۔ پس اگر ان امور میں سے کوئی امر پایا جاوے تو تیمّم جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ صورت مسئولہ میں اگر سرد پانی سے مرض کا اندیشہ ہو تو گرم پانی سے غسل کرنا چاہئے، اگر گرم پانی سے بغلبۂ ظن یا بہ قولِ طبیب حاذق مسلم اندیشہ مرض کا ہے تو تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں:

(أو لمرض) يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم ولو بتحرك، الخ (أو برد) يهلك الجنب أو يمرضه ولو في مصر إذا لم تكن له أجرة حمام الخ، درمختار. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۲۴۴/۱ و ۲۴۵)

سرد ملکوں میں تیمّم کرنے کا حکم:

سوال: اس جگہ برف باری بشدت ہوتی ہے سردی بھی بکثرت ہوتی ہے۔ ہوا نہایت تند چلتی ہے، وضو کرنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے حتی کہ دست و پا اکڑ کر چند ساعت بالکل معطل رہتے ہیں اس حالت میں تیمّم یا مسح سے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب

في الدر المختار، باب التيمم: (أو برد) يهلك الجنب أو يمرضه ولو في المصر إذا لم تكن له أجرة حمام ولا ما يدفئه، في ردالمحتار: قيد بالجنب لأن المحدث لا يجوز له التيمم خلافاً لبعض المشايخ (إلى قوله) وكأنه لعدم تحقق ذلك في الوضوء عادة (وفيه أيضاً) نعم مفاد التعليل بعدم تحقق الضرر في الوضوء عادة أنه لو تحقق جاز فيه أيضاً اتفاقاً آه. (۲)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اگر کہیں شاذ و نادر ایسی صورت ہو کہ وضو کرنے سے ہلاکت یا مرض کا غالب اندیشہ ہو اور گرم پانی کرنے کا بھی سامان نہ ہو۔ نہ ایسا کوئی کپڑا ہو کہ اس میں لپٹ کر بدن گرم کر لیں ایسی صورت میں تیمّم جائز ہے ورنہ جائز نہیں اور پاؤں دھونے کا بدل مسح خفین ہو سکتا ہے۔

۱۳/ ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ۔ امداد ج ا ص ۲ (امداد الفتاویٰ جدید: ۴/۱۷)

سردی کی وجہ سے بجائے غسل کے تیمّم کرنا:

سوال: زید کہتا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ میں بہت کمزور ہوں اور میں اپنی بیوی کے پاس گیا سردی کا موسم ہے نہانے سے بیمار ہو جانے کا ڈر ہے اور فجر کی نماز کا وقت تنگ ہے اگر پانی گرم کر کے نہاتا ہوں تو فجر کی نماز قضا

(۱) الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب التيمم: ۲۱۵/۱ و ۲۱۶، ظفیر
(۲) الدر المختار على ردالمحتار، باب التيمم: ۱۵۶/۱. انیس

ہوجائے گی ایسی حالت میں تیمّم کر کے نماز ادا کرسکتا ہوں یا قضا نماز پڑھوں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

پانی گرم کرنے کا اگر انتظام موجود ہے تو سویرے سے پانی گرم کرلیا جائے، ایسی حالت میں تیمّم نہ کرے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۱۱/۹۰ھ۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۱۱/۹۰ھ

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۰/۵۔۱۸۱)

سخت سردی میں غسل کے بجائے تیمّم کا حکم:

سوال: جہاں پر میں رہتا ہوں وہاں پر برف پڑتی ہے پانی کئی کئی فٹ برف کے نیچے ملتا ہے شدید سردی پڑتی ہے اگر رمضان کے مہینہ میں کسی کو احتلام ہوجائے اور سردی کی شدت کی وجہ سے وہ غسل نہ کرسکے تو اس کا کیا مسئلہ ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

اگر پانی گرم کرنے کا کوئی انتظام نہیں اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے بیمار ہوجانے کا قوی اندیشہ ہو تو اس وقت تیمّم کرلے اور نماز پڑھ لے۔ پھر پانی گرم کر کے غسل کرے گا، اس سے روزہ میں بھی خلل نہیں آئے گا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۱/۵۔۱۸۲)

جنبی کو زکام کا اندیشہ ہو تو تیمّم کرے یا نہیں:

سوال: زید کو احتلام زیادہ ہوتا ہے اور بوجہ سردی کے غسل کرنے سے زکام ہوکر بخار ہوجاتا ہے، اور اگر بوقت دوپہر غسل کیا جاتا ہے تو زیادہ نقصان نہیں ہوتا، اس حالت میں زید تیمّم سے صبح کی نماز ادا کرے تو اعادہ کرے یا تیمّم ہی کافی ہے دوسرے احتلام تک۔ اور جنابت احتلام اور ہم بستری کے لیے ایک ہی حکم ہے یا جدا؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

مرض کے خوف سے جب کہ گرم پانی بھی مضر ہو، یا گرم پانی میسر نہ ہو، تو تیمّم کر کے نماز پڑھنا درست ہے۔(۳)

---

(۱) "الثانی العذر المبیح للتیمم ...ومن الأعذار برد یخاف منه لغلبة الظن التلف لبعض الأعضاء أو لمرض إذا كان خارج المصر یعنی العمران، ولو القری التی یوجد بها الماء المسخن أو مایسخن به، سواء كان جنباً أو محدثاً وإذا عدم الماء المسخن أو مایسخن به فی المصر كالبریة ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾". (مراقی الفلاح، ص۱۱۴ تا ۱۱۶، باب التیمم، قدیمی)

(۲) "الثانی العذر المبیح للتیمم ...الخ. (مراقی الفلاح، ص۱۱۴ تا ۱۱۶، باب التیمم، قدیمی)

(۳) (أو لمرض) یشتد أو یمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم...... (أو برد) یهلک الجنب أو یمرضه...... (تیمم) لهذه الأعذار كلها. (الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب التیمم: ج۱ ص۲۱۶، ظفیر)

اور تیمّم غسل اور وضو کا ایک ہی ہے، ایک تیمّم دونوں کے لیے کافی ہے، پھر دو پہر کو جب کہ غسل مضر نہیں ہے، غسل کر کے ظہر وعصر وغیرہ کی نمازیں پڑھے اور احتلام اور مجامعت کی جنابت کا ایک ہی حکم ہے۔ (۱) (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۴۷۔۲۴۸)

سردی میں پانی گرم کرے تو وقت جاتا رہے گا:

سوال: سردی کا موسم ہے درمیان رات میں ایک شخص پر غسل فرض ہو جاتا ہے وہ یہ سوچ کر سو جاتا ہے کہ فجر سے کافی پہلے اٹھ کر غسل کرلوں گا، لیکن اس کی نیند سے بیداری صبح صادق سے بہت بعد یعنی طلوع آفتاب سے پندرہ منٹ پہلے ہوتی ہے اب اگر وہ فوراً اٹھ کر نلکے کے پانی سے غسل کر لے تو طلوع آفتاب سے پہلے نماز پڑھ سکتا ہے لیکن نلکے کے ٹھنڈے پانی سے نہانے سے وہ یقینی بیمار ہو جائے گا، اور اگر پانی گرم کریگا تو پندرہ منٹ میں پانی گرم کر کے نہا نہیں سکتا تو اس صورت میں نماز کس طرح اور کس وقت ادا کرے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

صورت مسئولہ میں ٹھنڈے پانی سے غسل کر کے فوراً گرم کپڑے لپیٹ لے۔ اگر اس کے باوجود مرض کا ظن غالب ہو تو پانی گرم کر کے غسل کرے اور وقت جاتا رہے تو قضا پڑھے، البتہ بہتر یہ ہے کہ اس وقت تیمّم کر کے نماز پڑھ لے بعد میں گرم پانی سے غسل کر کے قضا بھی کرے۔ (۲) **كما حرر نافى من يخاف فوت الوقت لو اشتغل بالوضوء.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۷/صفر ۱۳۹۶ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۵۵)

تنگی وقت کی وجہ سے غسل کا تیمّم:

سوال: اگر غسل کی حالت ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو تو کیا تیمّم کر کے نماز ادا کی جائے گی؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداًو مصلياً

نہیں، بلکہ غسل کیا جائے۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۱۸۳)

---

(۱) یعنی دونوں موجبات غسل ہیں: و المعانى الموجبة للغسل إنزال المنى علىٰ وجه الدفق و الشهوة من الرجل و المرأة حالة النوم و اليقظة الخ (الهداية، فصل فى الغسل: ۱/۳۷، ظفیر)
والمسئلۃ کذا فی احسن الفتاویٰ: ۲/۵۶۔

(۲) (لا) يتيمم (لفوت جمعة ووقت) ولووتراً لفواتها إلىٰ بدل وقيل تيمم لفوات الوقت، قال الحلبى :فالأحوط أن يتيمم ويصلى ثم يعيده". (الدر المختار علىٰ رد المحتار، باب التيمم: ۱/۲۲۷، انیس)

(۳) (لا) يتيمم (لفوت جمعة ووقت) ولووتراً لفواتها إلىٰ بدل، الخ. (الدر المختار متن رد المحتار: ۱/۲۴۶، باب التيمم، سعيد) الأصل أن كل موضع يفوت فيه الأداء لاإلى الخلف، فإنه يجوزله التيمم، ومايفوت إلى خلف، لايجوزله التيمم كالجمعة، كذا فى الجوهرة النيرة. (الفتاوىٰ العالمگيرية: ۱/۳۱، الفصل الثالث فى المتفرقات، الهداية: ۱/۵۵، باب التيمم، شركة علمية، ملتان)

وقت کی تنگی میں قدرت کے باوجود، تیمّم درست ہے یا نہیں:

سوال: اگر مصلی صبح کے وقت ایسے وقت سوکر اٹھا کہ گرم پانی اس کے مکان میں یا مسجد میں نہ ملا اور سرد پانی سے بوجہ سردی کے غسل نہ کرسکتا ہو اور نہ وقت میں اتنی دیر ہے کہ گرم کرکے غسل کرلیوے اور ادا وقت میں نماز پڑھ لیوے۔ پس یہ مصلی ادا وقت میں تیمّم کرکے نماز پڑھ لیوے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

جب کہ اس کو قدرت گرم پانی کی ہے تو تیمّم جائز نہیں۔ نماز قضا پڑھ لیوے مگر غسل و وضو ضرور کرے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۲۴۳/۱)

تنگی وقت کی وجہ سے تیمّم کرنا:

سوال: اسٹیشن پر تاخیر کی صورت میں نماز تیمّم سے ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

پانی موجود نہ ہو اور اسٹیشن پہنچنے تک وقت ختم ہوجانے کا مظنہ ہو تو تیمّم سے نماز پڑھ لی جائے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۴/۵)

تنگئ وقت کی وجہ سے تیمّم اور اس کے ذریعہ پڑھی گئی نماز کا حکم:

سوال: (۱) زید صحت مند ہے مگر وقت تنگ ہے کہ بعد غسل نماز کا وقت نہیں رہتا تو ایسی حالت میں تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) تنگئ وقت کی بنا پر جو نماز تیمّم کرکے پڑھی گئی بعد غسل احتیاطاً اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

---

(۱) قال في البحر: فصار الأصل أنه متى قدر على الاغتسال بوجه من الوجوه لايباح التيمم إجماعاً. (ردالمحتار، باب التيمم: ۲۱۶/۱، تحت قوله ولامايدفئه، الخ، ظفير)

كذا في احسن الفتاویٰ: ۵۴/۲ و۵۵۔

(۲) الأصل أن كل موضع يفوت فيه الأداء لاإلى الخلف، فإنه يجوز له التيمم، ومايفوت إلىٰ خلف، لايجوز له التيمم كالجمعة، كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاویٰ العالمگيرية: ۳۱/۱، الفصل الثالث في المتفرقات، رشيديه)

التقدير بالميل هو المختار في حق المسافر، قال الفقيه أبو جعفر: أجمع أصحابنا علىٰ أنه يجوز للمسافر أن يتيمم إذا كان بينه وبين الماء ميل، وإن كان أقل من ذلك لايجوز وإن خاف خروج الوقت (الحلبی الكبير: ص ٦٧، فصل في التيمم، سهيل اكيڈمی، لاهور)

وكذا في التاتارخانية: ۲۳۸/۱، باب التيمم، إدارة القرآن، كراچی.

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

(۱) تنگیٔ وقت کی وجہ سے غسل کی جگہ تیمّم کرنا جائز نہیں۔(۱)

(۲) وہ نماز صحیح نہیں ہوئی، اس کا دوبارہ پڑھنا فرض ہے۔(۲)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۶/۸۷ھ۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، ۱۸/۶/۸۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۵/۵، ۱۸۶)

ٹھنڈک کی وجہ سے تیمّم:

زید پر غسل واجب ہے لیکن سردی میں کاہلی کی وجہ سے صرف تیمّم پر اکتفا کر لیتا ہے اور نماز پڑھ لیتا ہے آیا اس کا یہ فعل درست ہے کیا نماز ہو جائے گی یا کہ نہیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

محض کاہلی کی وجہ سے تیمّم پر اکتفا کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر بار بار کا اپنا تجربہ ہو کہ اس حالت میں غسل نقصان کرتا ہے یا مسلمان حاذق طبیب تشخیص کردے کہ پانی مضر ہوگا تو تیمّم کرنا صحیح ہوگا۔(۳)فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور، ۲۹/۱۰/۱۳۸۵ھ، الجواب صحیح محمود عفی عنہ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱۵۲/۱)

---

(۱) ولو خاف خروج الوقت لو اشتغل بالوضوء فی سائر الصلوٰۃ ماعدا صلوٰۃ الجنازۃ والعید لایتیمم عندنا بل یتوضأ ویقضی الصلوٰۃ وإن خرج الوقت. (الحلبی الکبیر: ص۸۳، فصل فی التیمم، سہیل اکیڈمی، لاہور، کذا فی الدر المختار: ۲۴۶/۱، باب التیمم، سعید، الفتاوی الهندیة: ۳۱/۱، الفصل الثالث فی المتفرقات، رشیدیہ)

عن علیؓ قال: إذا أجنب الرجل فی السفر تلوم ما بینه و بین آخر الوقت فإن لم یجد الماء تیمم وصلی. (الدارقطنی، باب فی بیان الموضع الذی یجوز التیمم فیه: ج اول ص۱۹۵ نمبر ۷۱۰، سنن للبیهقی، باب من تلوم مابینه وبین آخر الوقت رجاء وجود الماء، ج اول ص۳۳۵، نمبر ۱۱۰۱، انیس)

(۲) قال فی شرح الطحاوی: لایجوز التیمم فی المصر إلا لخوف فوت جنازة أو صلوٰۃ عید... وبما قررناه علم أن المعتبر المسافة دون خوف فوت الوقت. (البحر الرائق، ۲۴۴/۱، رشیدیه، باب التیمم)

(ولو خاف خروج الوقت) لو اشتغل بالوضوء (فی سائر الصلوات) ماعدا صلاة الجنازة والعید، لایتمم عندنا بل (یتوضأ ویقضی) الصلاة وإن خرج الوقت. (الحلبی الکبیر: ص۸۳، فصل فی الیتمم، سہیل اکیڈمی، لاہور، حاشیة الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح، کتاب الطهارة، باب التیمم: ص۱۱۸، قدیمی)

وکذا إذا خاف فوت الوقت أو توضأ، لم یتیمم، ویتوضأ ویقضی مافاته، لأن الفوات إلیٰ خلف، وهو القضاء. (الهدایة، باب التیمم: ۵۵/۱، مکتبه شرکة علمیة، ملتان)

(۳) الثانی العذر المبیح للتیمم ...ومن الأعذار برد یخاف منه لغلبة الظن التلف لبعض الأعضاء أو لمرض إذا کان خارج المصر یعنی العمران، ولو القری التی یوجد بها الماء المسخن أو مایسخن به، سواء کان جنباً أو محدثاً وإذا عدم الماء المسخن أو مایسخن به فی المصر کالبریة ﴿وَمَاجَعَلَ عَلَیْکُمُ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾". (مراقی الفلاح، ص۱۱۴ تا ۱۱۶، باب التیمم، قدیمی، انیس)

تہجد کے وقت بجائے تیمّم کے، گرم پانی سے وضو کر کے نماز فرض ادا کرے:

سوال: ضعف اور ٹھنڈک کی وجہ سے اگر تہجد کے وقت تیمّم سے نماز پڑھی جائے اور صرف فجر کی فرض نماز کے لیے گرم پانی سے وضو کیا جائے تو نماز درست ہوئی یا نہیں ایسی شکل میں تہجد چھوڑ دینا اولیٰ ہے یا تیمّم سے نماز تہجد پڑھنا اولیٰ ہے ایک ہی تیمّم سے نماز تہجد اور فجر دونوں پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

پانی گرم کرنے کا انتظام ہے اور فجر کے وقت گرم کر کے اس سے وضو کر کے نماز فجر ادا کی جاتی ہے اور اتنی وقت میں گنجائش بھی ہے کہ تہجد کے وقت تیمّم کر کے اس سے فجر پڑھ سکتے ہیں تو تہجد ہی کے وقت پانی گرم کر لیا جائے اسی سے وضو کر کے تہجد بھی پڑھیں اور اسی سے نماز فجر بھی ادا کریں جس طرح فرض نماز کے لیے وضو کا حکم ہے اسی طرح نماز نفل کے لیے بھی حکم ہے، جس حالت میں فرض کے لیے تیمّم جائز نہیں، نفل کے لیے بھی جائز نہیں۔(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۱۸۹/۵)

درد کی وجہ سے تیمّم:

سوال: ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے کی وجہ سے ہڈی میں درد ہوتا ہے، جس سے بڑی پریشانی ہوتی ہے، تو کیا تیمّم کرنا درست ہے کیوں کہ ہر وقت پانی گرم نہیں کر سکتی ہیں۔

هو المصوب ــــــــــــــــــــــــ

مذکورہ عورت تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتی ہے۔(۲)

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲۲۹/۱)

---

(۱) (أوبرد) يهلك الجنب أويمرضه ولوفى المصرإذا لم تكن له أجرة حمام ولامايدفئه، وماقيل إنه فى زماننا يتحيل بالعدة فممّالم يأذن به الشرع ، نعم إن كان له مال غائب يلزمه الشراء نسيئةً وإلالا. (الدرالمختارمتن ردالمحتار: ۲۳۴/۱، باب التيمم، سعيد، وكذا فى حاشية الطحطاوى علىٰ مراقى الفلاح: ص۱۱۵،الطهارات،قديمى، بدائع الصنائع :۳۲۰/۱،فصل فى بيان شرائط الركن، دارالكتب العلمية ،بيروت)

(۲) لیکن جس وقت گرم پانی میسر ہو جائے اور وہ نقصاندہ نہ ہو اس وقت وضو کر لینا ضروری ہوگا، تیمّم جائز نہیں ہوگا۔ الثاني: العذر المبيح للتيمم ...ومن الأعذاربرد يخاف منه لغلبة الظن التلف لبعض الأعضاء أولمرض إذاكان خارج المصريعنى العمران، ولوالقرى التى يوجد بها الماء المسخن أومايسخن به،سواء كان جنباً أومحدثاً وإذا عدم الماء المسخن أو ما يسخن به فى المصر كالبرية ﴿وَمَاجَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾". (مراقى الفلاح، ص۱۱۴تا۱۱۶،باب التيمم،انيس)

(أولمرض)يشتدأويمتد بغلبة ظن أوقول حاذق مسلم ولوبتحرك، أولم يجد من يوضئه.(الدرمختارمع ردالمحتار،باب التيمم:۳۹۷/۱)

تیمّم ایسی حالت میں کہ پانی ٹھنڈا یا گرم نقصان دے:

سوال: جو شخص ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کا عادی ہو اور اس کو یہ اندازہ اور تجربہ ہو کہ فلاں فلاں وقت ماء بارد سے غسل کرنے میں طبیعت خراب ہوجاتی ہے یا طبیعت خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور ہوبھی جاتی ہے اور گرم پانی سے جلد طبیعت خراب ہوگی، کیوں کہ وہ ماء بارد کا عادی ہے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر بار بار کا تجربہ ہے کہ غسل کرنے سے تکلیف ہوجاتی ہے تو ایسے وقت میں تیمّم مشروع ہے، مائے بارد سے اگر تکلیف ہو تو گرم پانی سے کرے، گرم سے تکلیف ہو تو بارد سے غسل کرے، دونوں قسم کے پانی سے تکلیف ہو تو تیمّم کرے۔(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۲/۵)

گرم پانی بھی نقصاندہ ہو تو تیمّم کرنا کیسا ہے:

سوال: گرم پانی سے وضو کرنے سے سر میں درد ہوتا ہے کیا ایسی حالت میں میرے لئے تیمّم کرنا جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

کسی مسلمان دیندار حاذق طبیب کی اجازت سے جائز ہوگا، (۲) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور، ۲۳/۱۰/۱۳۸۵ھ۔ الجواب صحیح: محمود عفی عنہ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱۵۲/۱)

نہانے سے بیمار ہونے کا گمان غالب ہو، تو شوہر کو جماع سے روک سکتی ہے یا نہیں:

سوال: زید کی صرف ایک بیوی ہے، اکثر علیل رہتی ہے اور جب وہ غسل کرتی ہے تو کمزوری کی وجہ سے کبھی اس کو زکام ہوجاتا ہے، کبھی کان اور سر میں درد۔ اسی خوف سے وہ اپنے شوہر کی خواہش ہم بستری کو مسترد کردیتی ہے، جس کی وجہ سے زید کو ارتکاب گناہ کا خوف ہے، ایسی صورت میں زید کی بیوی تیمّم سے نماز ادا کرسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کرسکتی تو غسل کے متعلق اور کیا صورت زید کی بیوی اختیار کرسکتی ہے اور زید کی بیوی کا ہمبستری سے انکار کرنا اس حالت میں درست ہے یا نہ؟

---

(۱) (من عجز)...... (عن استعمال الماء)...... (لبُعده)...... (میلا)...... (أو لمرض) یشتد أو یمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم و لو بتحرک، .... (تیمم) لهذه الأعذار کلها. (الدر المختار: ۲۳۲/۱ تا ۲۳۶، باب التیمم، سعید، و کذا فی بدائع الصنائع: ۳۲۰/۱، فصل فی بیان شرائط الرکن، دار الکتب العلمیة، بیروت، و کذا فی البحر الرائق: ۲۴۵/۱، باب التیمم، رشیدیه)

(۲) أیضاً حاشیہ سابق۔ انیس

الجواب

درمختار میں ہے:

"ولوضرها غسل رأسها تركته، وقيل تمسحه ولا تمنع نفسها عن زوجها، إلخ". (۱)

یعنی اگر عورت کوسر کا دھونا ضرر کرتا ہوتو سر کو نہ دھووے اور عندالبعض وہ سر کا مسح کرے، اور یہی احوط ہے۔

دوسرے موقع میں درمختار میں اس کو واجب لکھا ہے، یعنی اگر سر کا مسح کر سکے اور اس میں خوف مرض نہ ہوتو سر کا مسح کرے ورنہ سر کو پٹی باندھ کر اس پر مسح کرے۔ درمختار۔ (۲)

اور وہ عورت اپنے شوہر کو جماع سے منع نہ کرے۔ (۳)

اور ایک روایت درمختار میں یہ بھی نقل کی ہے:

"(من به وجع رأس لا يستطيع معه مسحه) الخ. ففي الفيض عن غريب الرواية: يتيمم، الخ". (۴)

یعنی جس کے سر میں ایسا درد ہو کہ مسح بھی نہ کر سکے تو وہ تیمّم کرے۔

اور نیز درمختار میں ہے:

"(أولمرض) يشتد أويمتد بغلبة ظن الخ قال في الشامي: وكذا لوكان صحيحاً خاف حدوث مرض، الخ". (۵)

اس اخیر عبارت شامی میں تصریح ہے کہ تندرست آدمی کو اگر غسل سے خوف حدوث مرض بظن غالب یا تجربہ سابقہ کے موافق ہوتو وہ تیمّم کر سکتا ہے، لہذا اس صورت میں وہ عورت تیمّم کرے، اور شوہر کو جماع سے نہ روکے، تیمّم کرنا اس کو تا زوال خوف لحوق عوارض مذکورہ درست ہے، پھر جب وہ خوف نہ رہے تو غسل کرے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۲۶۳/۱ و ۲۶۴) ☆

---

(۱) الدرالمختار علیٰ صدرردالمحتار، أبحاث الغسل: ۱۴۲/۱۔

(۲) (من به وجع رأس لايستطيع معه مسحه) الخ (يسقط)...... (فرض مسحه ولوعلیٰ جبيرة، ففي مسحها قولان، وكذا يسقط غسله فيمسحه ولوعلیٰ جبيرة إن لم يضره وإلا يسقط أصلاً(درمختار)(قوله ولوعلیٰ جبيرة) ويجب شدها إن لم تكن مشدودةً ط أي إن أمكنه. (رد المحتار، آخرباب التيمم، قبيل باب المسح على الخفين: ۲۳۹/۱-۲۴۰، ظفير)

(۳) (قوله ولاتمنع نفسها) أي خوفاً من وجوب الغسل عليها إذا وطئها لأنه حقه، ولها مندوحة عن غسل رأسها. (ردالمحتار، أبحاث الغسل: ۱۴۲/۱، ظفير)

(۴) الدرالمختار علیٰ رد المحتار، آخرباب التيمم: ۲۳۹/۱، ظفير

(۵) الدرالمختار مع رد المحتار، باب التيمم: ۲۱۵/۱، ظفير۔

☆ <u>پانی کے مضر ہونے کی صورت میں اجازت جماع اور تیمّم کا حکم:</u>

سوال: إذاكان أحد الزوجين مريضاً بحيث يضره الماء بارداًكان أوحاراً هل يجوزله أن يجامع أم لا؟

(خلاصۂ سوال: زوجین میں سے کوئی ایک ایسا مریض ہو کہ گرم یا ٹھنڈا پانی مضر ہو، تو کیا اس کی گنجائش ہے کہ وہ جماع کرے؟ انیس) ==

بخوف فالج وغیرہ تیمّم جائز ہے یا نہیں:

سوال: زید کی عمر ۷۷ سال کی ہوئی اور بسبب ایام سرما کے بخوف امراض فالج وغیرہ نماز فجر وعشا تیمّم کرکے پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں اور اس سن کے لئے کوئی خاص حکم نماز وغیرہ کے بارہ میں ہے، نیز شیخ فانی کس عمر کا ہوتا ہے، اور اس کے لئے شرعاً کون کونسی رعایتیں ہیں۔

الجواب

شیخ فانی کیلئے کسی خاص عمر کی تحدید شرعاً نہیں ہے، بلکہ شیخ فانی اس بوڑھے کو کہتے ہیں جو قریب بفناء ومرگ کے پہنچ گیا ہو، اور روز بروز اور وقتاً فوقتاً اس کی قوت زوال اور کمی کی طرف ہو، یہاں تک کہ مرجاوے، ایسے شخص فانی کے لئے روزہ میں یہ حکم ہے کہ وہ روزوں کا فدیہ دے دیوے، پس شیخ فانی کے لئے خاص روزہ کے متعلق تخفیف کی گئی ہے۔(۱) اور نماز کیلئے کوئی خاص حکم شیخ فانی کے لئے نہیں ہے بلکہ نماز کے متعلق حکم عام یہ ہے کہ جو شخص خواہ کتنی عمر کا ہو جب تک کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکے بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔(۲) اسی طرح جب تک بیماری وغیرہ کا کوئی عذر نہ ہو تیمّم اس کیلئے درست نہیں ہے اور اگر ٹھنڈے پانی سے موسم سرما میں ضرر کا اندیشہ ہو تو اگر گرم کرنے کی قدرت ہے تو پانی گرم کرا کر اس سے وضو کرے، تیمّم ایسی حالت میں بھی درست نہیں ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۵۶-۲۵۷)

== الجواب حامداً ومصلیاً

نعم يجوز له الجماع بزوجته وإن كان يضره الماء وإذا لم يقدر على الغسل فعليه أن يتيمم كذا في شرح المنية.

(خلاصۂ جواب: ہاں، اس کے لئے شرعاً گنجائش ہے کہ وہ اپنی بیوی سے جماع کرے اگرچہ پانی نقصاندہ ہو، اور اگر غسل پر بھی قادر نہ ہو تو تیمّم کرلے۔ انیس)

(''وكذا في شرطه عجزه عن استعمال الماء...والدليل على كون العجز شرطاً عبارة الأية ودلالتها،فإن قوله تعالىٰ:﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى﴾ يدل بعبارته علىٰ أن المرض شرط، وبدلالته علىٰ بقية الأعذار،فإنها إما مثله أو فوقه في الحرج المدفوع علىٰ سبيل التأكد لقوله تعالىٰ ﴿مَايُرِيْدُاللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ﴾(حتى إن المريض إذا خاف زيادة المرض) بسبب الوضوء أو بالتحرك أو باستعمال الماء(أو) خاف (إبطاء البُرء) من المرض بسبب ذلك (جاز له التيمم) ويعرف ذلك إما بغلبة الظن عن أمارة تجربة أو بإخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق. (الحلبي الكبير:۶۵،كتاب الطهارة،فصل في التيمم، سهيل اكيڈمی،لاهور) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ، ۱۵/۸/۱۳۸۷ھ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۱۹۰-۱۹۱)

(۱) و للشيخ الفاني العاجز عن الصوم الفطر ويفدي وجوباً(درمختار)(قوله للشيخ الفاني)أي الذي فنيت قوته أو أشرف على الفناء ولذا عرفوه بأنه الذي كل يوم نقص إلىٰ أن يموت (رد المحتار،كتاب الصوم، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم:۲/۱۶۳،ظفیر)

(۲) (من فرائضها)التي لا تصح بدونها(التحريمة) قائماً الخ(ومنها القيام)الخ(في فرض) وملحق به كنذر وسنة فجر في الأصح(لقادر عليه)وعلى السجود.(الدر المختار علىٰ رد المحتار، باب صفة الصلوٰة:۱/۲۹۹،ظفیر)

(۳) وإذا خاف المحدث إن توضأ أن يقتله البرد أو يمرضه يتيمم،الخ،لكن الأصح عدم جوازه إجماعاً كذا في النهر الفائق والصحيح أنه لا يباح له التيمم كذا في الخلاصة وفتاوىٰ قاضيخان.(عالمگيري كشوري، الباب الرابع في التيمم:۱/۳۶) ==

فالج زدہ مجبوراً تیمّم کرے گا یا نہیں:

سوال: اگر فالج کا مریض بلا امداد ملازم وضو کرنے سے مجبور ہو اور گرم پانی کے بغیر وضو نہ کرسکتا ہو اور بوجہ عدم موجودگی ملازم و نہ ہونے گرم پانی کے نماز عشا تیمّم سے پڑھ لے تو جائز ہے یا نہیں۔ اگر وضو کرنے کے بعد جراب پہنکر اس پر چمڑے کا موزہ پہن لے تو پھر اس چمڑے کے موزہ پر تیمّم درست ہے یا نہ؟

الجواب

وہ شخص تیمّم کرسکتا ہے اور وضو کرنے کے بعد اگر چمڑے کے موزے پہنے تو ایک دن رات یعنی مقیم پانچوں نماز کی وضو میں ان موزوں پر مسح کرسکتا ہے اور اگر موزہ پہنے ہوئے تیمّم کی ضرورت ہوئی۔ مثلاً وضو کرانے والا موجود نہیں یا گرم پانی موجود نہیں جس کی وجہ سے تیمّم درست ہے تو موزہ پہنے ہوئے تیمّم کرسکتا ہے۔ تیمّم کے لئے موزہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

درمختار میں ان اعذار میں جن میں تیمّم جائز ہے یہ بھی لکھا ہے:

أو لم يجد من يوضئه، فإن وجد ولو بأجرة مثل وله ذلک لايتيمم، الخ. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۲۶۵/۱)

ہاتھوں پر زخم ہوں تو تیمّم کرے:

سوال: ایک شخص کے ہاتھوں پر پھنسیاں ہیں تو کیا یہ شخص تیمّم کرسکتا ہے یا کہ دوسرے کسی سے وضو کرائے؟ بینوا توجروا۔

الجواب　　باسم ملهم الصواب

اگر دونوں ہاتھوں پر پھنسیاں ہیں اور ان کو پانی نقصان کرتا ہے تو تیمّم درست ہے، البتہ اگر کوئی دوسرا شخص وضو کرانے والا ہو تو جواز تیمّم میں اختلاف ہے ارجح واحوط عدم جواز ہے۔

قال في شرح التنوير: ولو بيده (أى شقاق) ولا يقدر على الماء يتيمم، وقال ابن عابدينؒ: زاد

== مگر علامہ شامیؒ کی تحقیق کے مطابق اگر وضو کرنے میں ضرر متحقق ہو تو تیمّم کی اجازت ہوگی اس سلسلہ میں انہوں نے جو تفصیل نقل کی ہے، وہ ملاحظہ فرمائیں۔

قيد بالجنب، لأن المحدث لايجوز له التيمم للبرد فى الصحيح خلافاً لبعض المشائخ كما فى الخانية والخلاصة وغيرهما، وفى المصفّى أنه بالإجماع على الأصح، قال فى الفتح: وكأنه لعدم تحقق ذلک فى الوضوء عادةً، آه. واستشكله الرملى بما صححه فى الفتح وغيره فى مسئلة المسح على الخف من أنه لو خاف سقوط رجله من البرد بعد مضى مدته يجوز له التيمم. قال: وليس هذا إلا تيمم المحدث لخوفه علىٰ عضوه، فيتجه ما فى الأسرار من اختيار قول بعض المشائخ. أقول: المختار فى مسئلة الخف هو المسح لا التيمم كما سيأتى فى محله إن شاء اللّٰه تعالىٰ، نعم مفاد التعليل بعدم تحقق الضرر فى الوضوء عادةً أنه لو تحقق جاز فيه أيضاً اتفاقاً، ولذا مشى عليه فى الإمداد لأن الحرج مدفوع بالنص، وهو ظاهر إطلاق المتون (ردالمحتار، باب التيمم، تحت قوله يهلک الجنب، إلخ: ۲۱۶/۱، ظفير)

(۱) الدر المختار علىٰ رد المحتار، باب التيمم: ۲۱۵/۱، ظفير

فی الخزائن: وصلاته جائزة عنده خلافاً لهما(ردالمحتار: ج۱/۹۵) وفی تیمم شرح التنویر: کما یتیمم لوالجرح بیدیه وإن وجد من یوضیه خلافاً لهما. وقال ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالیٰ: لکن عبرعن هذا فی القنیة والمبتغیٰ بقیل جازماً بالتفصیل، وهوالموافق لما مرفی المریض العاجز،من أنه لووجد من یعینه لایتیمم فی ظاهرالروایة،فتنبه لذلک. (الدرالمختارمع ردالمحتار،باب التیمم: ج۱/۲۳۸) فقط واللہ اعلم ۔۲۰؍ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۵۶۔۵۷)

زخمی کے لئے غسل ممکن نہ ہو، تو تیمّم کرسکتا ہے:

سوال:۔ اگر کوئی شخص اتنا زخمی ہو کہ اس کے لئے غسل کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے غسل کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر کسی شخص کے نصف بدن یا اس سے زیادہ پر زخم ہوں تو وہ شخص تیمّم کرسکتا ہے البتہ اگر بدن کے زخم کم ہوں اور غسل کرنا ممکن ہو تو وہ شخص غسل کرے گا اور زخم کی جگہوں پر مسح کرے گا، اور اگر زخم کم ہوں لیکن پانی کے اثر سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو پھر بھی تیمّم جائز ہے۔

"ویجوزالتیمم إذاخاف الجنب إذا اغتسل بالماء أن یقتله البردأویمرضه،وإن کان به جراحات یعتبرالأکثرمحدثاًکان أوجنباً ففی الجنابة یعتبرأکثرالبدن وفی الحدث یعتبرأکثر أعضاء الوضوء فإن کان الأکثرصحیحاً والأقل جریحاً یغسل الصحیح ویمسح علی الجریح إن أمکنه وإن لم یمکنه المسح یمسح علیٰ الجبائرأوفوق الخرقة ولایجمع بین الغسل والتیمم". (الهندیة: ج۱ص۲۸)(۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۶۱۳)

بدن پر زخم ہو تو غسل کرے یا تیمّم:

سوال: اگر کسی کے نصف اسفل میں یا صرف ذکر پر قروح ہو اور پانی پڑنا نقصان کرے تو کیوں کر نہاوے، کیونکہ بدن پر پانی ڈالنے سے ضرر وہاں پر بھی پہنچے گا، کیا اس کو تیمّم کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں تیمّم ناجائز ہے۔ امداد اول: ص ۵۔ (۲) (امداد الفتاویٰ جدید، جلد اول ۴۵؍۴۶)

(۱) قال العلامة الحصکفیؒ: "(أولمرض)یشتد أویمتد بغلبة ظن أوقول حاذق مسلم ولوبتحرک". (الدر المختارعلیٰ صدرردالمحتار،باب التیمم: ج۱ص۲۳۳،ومثله فی الفقه الإسلامی وأدلته،باب التیمم،المرض أوبطأ البرء: جلد: ۱/صفحہ: ۴۱۸)

(۲) اصل امداد الفتاویٰ میں یہ مسئلہ اس طرح تھا: الجواب۔ اس صورت میں چونکہ اکثر بدن کا غسل متعذر رہے، لہذا تیمّم جائز ہے۔

فی الدرالمختار: (تیمم لو)کان (أکثره)...... (مجروحاً)...... (وبعکسه یغسل) الصحیح ویمسح الجریح. ==

زخموں کی وجہ سے نہانا ممکن نہ ہوتو کیا کرے:

سوال: بندہ موٹر سائیکل پر جا رہا تھا کہ اتفاقاً ایکسیڈنٹ ہوگیا جس سے جسم کے کافی حصہ پر خراشیں آگئیں اور کچھ زخم ہوگئے۔ خراشوں اور زخموں پر ہر وقت دوا چھڑکتے رہتے ہیں۔ اسی دوران اگر مجھ پر غسل واجب ہوجائے تو کیسے غسل کروں؟ واضح رہے کہ زخم والی جگہ پر پانی لگنا سخت نقصان دے گا۔ عبدالوحید، بوہڑ گیٹ، ملتان۔

الجواب

اگر زخمی حصہ کو بچا کر باقی کو دھو سکتے ہوں تو غسل کرلیں اور اگر غسل کی صورت میں زخمی حصہ پر پانی پہنچنا ناگزیر ہو تو غسل نہ کریں تیمّم کرلیں۔

(تیمم لو) كان (أكثره) أى أكثر أعضاء الوضوء عدداً وفى الغسل مساحةً (مجروحاً) أوبه جدرى اعتباراً للأكثر (وبعكسه يغسل) الصحيح ويمسح الجريح. (درمختار) (قوله وبعكسه) وهوما لو كان أكثر الأعضاء صحيحاً يغسل الخ، لكن إذا كان يمكنه غسل الصحيح بدون

== فى ردالمحتار: (قوله وبعكسه) وهوما لو كان أكثر الأعضاء صحيحاً يغسل الخ، لكن إذا كان يمكنه غسل الصحيح بدون إصابة الجريح وإلا تيمم. (حلية) فلو كانت الجراحة بظهره مثلاً وإذا صب الماء سال عليها يكون ما فوقها فى حكمها فيضم إليها كما بحثه الشرنبلالى فى الإمداد وقال لم أره، وما ذكرناه صريح فيه آه. (الدر المختار مع ردالمحتار، باب التيمم: ج۱/۲۵۷، انیس) واللہ اعلم ۱۲/ جمادی الثانیہ ۱۳۲۲ھ

اوراس کے حاشیہ میں یہ عبارت تھی۔ وجہ تعذر کی یہ تھی کہ اس صورت میں سر کو تو بلا تکلف دھو سکتا ہے اس لئے کل کا دھونا متعذر نہ ہوا لیکن سر سے نیچے اگر اعلیٰ بدن دھوتا ہے تو اس سے اسفل پر پانی پہنچتا ہے جو کہ مضر ہے اس لئے اکثر میں متعذر رہا البتہ تکلف شدید کیا جاوے تو لیٹ کر ممکن ہے مگر ایسے تکلف کا شرع میں وجوب نہیں، اور اگر دوسرا آدمی کسی قدر سہولت سے نصف اعلیٰ کو غسل دے سکتا ہے مگر قادر بقدرت غیر قادر نہیں، یہ احقر کی تحقیق ہے لیکن اگر دوسرے علما سے بھی تحقیق کرلیا جاوے تو بہتر ہے۔ سعید احمد پالنپوری عفی عنہ

پھر ملحقات تتمہ اولیٰ میں اس مسئلہ کے متعلق لکھا گیا (مسئلہ نمبر۲ جلد اول فتاویٰ امدادیہ: ص۵)

خلاصۂ سوال: از تیمّم مجروح نصف اسفل، یا صرف ذکر پر قروح ہوں۔

خلاصۂ جواب: در ہر دو صورت تیمّم جائز است۔

تسامح سوال: چونکہ از دو حالت بود (۱) مجروح نصف اسفل (۲) یا صرف قروح ذکر، در جواب تفصیل فرمودندے، در اعضاء غسل اکثر در مساحت مرادست **وفى الغسل مساحة** اھ (درمختار) ظاہر است اگر بر ذکر قروح باشند بدن اسفل از اں بخوشی بلاحرج مغسول می شود ودریں حالت غسل سر نیز بلاحرج میشود پس در مساحت بدن صحیح زیادہ شد پس تیمّم جائز نشد ودر صورت قروح نصف اسفل اگر باعانت خادم وزوجہ وغیرہما غسل ممکن باشد بموجب ظاہر مذہب غسل نماید وقدرت بقدرت غیر معتبرست بقول مفتی بہ، **حاصل ما فيه: أنه إن وجد خادماً: أى من تلزمه طاعته كعبده وولده وأجيره لايتيمم اتفاقاً، وإن وجد غيره ممن لو استعان به أعانه ولوزوجته، فظاهر المذهب أنه لا يتيمم أيضاً بلا خلاف. (رد المحتار، باب التيمم**: ص۲۳۳) وحال منحۃ (مراد بحر کا حاشیہ منحۃ الخالق: ۱/۱۴۰، ہے) کہ ایں جاست کہ نیز معلوم شد، **ولنعم ما قال فيها**۔ اگر دوسرے علما سے بھی تحقیق کرلیا جاوے تو بہتر ہے۔

اور اسی تسامح کی بنا پر تصحیح الاغلاط مطبوعہ مجتبائی دہلی میں اصل مسئلہ اس عبارت سے بدل دیا گیا جو اس وقت متن میں لی گئی ہے۔ (محمد شفیع عفی عنہ دیوبندی)

إصابة الجريح وإلا تيمم(حلية)فلو كانت الجراحة بظهره مثلاً وإذاصب الماء سال عليها يكون ما فوقها فی حكمها فيضم إليها كما بحثه الشرنبلالی فی الإمداد وقال لم أره، وما ذكرناه صريح فيه.(شامی،باب التيمم: ج۱ص۲۳۷) فقط واللّٰہ أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس، ملتان، ۱۲/۲۸/۱۴۱۰ھ (خیر الفتاویٰ:۲/۸۳-۸۴)

وضو کے اکثر اعضا پر زخم ہوں تو تیمّم کرے یا نہیں:

سوال: کسی کے ہاتھ پاؤں اور چہرے پر خارش کی پھنسیاں ہوں اور پانی نقصان کرتا ہو تو کیا یہ شخص غسل اور وضو کے لئے تیمّم کرسکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر اعضاء وضو (چہرہ، دو ہاتھ، دو پاؤں) میں سے اکثر پر زخم ہوں تو تیمّم کرے ورنہ صحیح اعضا کو دھوئے اور زخمی پر مسح کرے۔(۱) غسل کا بھی یہی حکم ہے مگر اس میں اعضا کے عدد کی بجائے پورے بدن کی پیمائش کو دیکھا جائیگا، اگر آدھے سے زائد بدن پر زخم ہوں تو تیمّم کرے اور اگر آدھے بدن پر یا اس سے کم پر ہوں تو مسح کرے، اگر تندرست بدن پر پانی بہانے سے زخمی حصہ کو پانی سے بچانا مشکل ہو تو اتنا تندرست حصہ بھی زخمی کے حکم میں شمار ہوگا۔

قال فی شرح التنوير: (تيمم لو كان (أكثره) أی أكثر أعضاء الوضوء عدداً وفی الغسل مساحةً (مجروحاً)أو به جدری اعتباراً للأكثر(وبعكسه يغسل)الصحيح ويمسح الجريح(و) كذا(إن استويا غسل الصحيح)من أعضاء الوضوء ولارواية فی الغسل(ومسح الباقی)منها (وهو)الأصح لأنه(أحوط)فكان أولىٰ، وفی الشامية(قوله وبعكسه)وهوما لو كان أكثر الأعضاء صحيحاً يغسل الخ، لكن إذاكان يمكنه غسل الصحيح بدون إصابة الجريح وإلا

---

(۱) عن جابرؓ قال:خرجنا فی سفر فأصاب رجلاً منا حجرفشجه فی رأسه ثم احتلم فسأل أصحابه فقال: هل تجدون لی رخصةً فی التيمم؟ قالوا: ما نجد لک رخصةً وأنت تقدرعلی الماء فاغتسل فمات، فلما قدمنا علی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم أخبربذلک فقال: قتلوه قتلهم اللّٰه ألا سألوا إذا لم يعلموا فإنما شفاء العیّ السوال،إنما كان يكفيه أن يتيمم ويعصرأو يعصب ـ شک موسىٰ ـ علىٰ جرحه خرقةً ثم يمسح عليها ويغسل سائرجسده.(أبوداود، باب المجدور يتيمم)

عن ابن عباسؓ يخبر أن رجلاً أصابه جرح فی رأسه علىٰ عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ثم أصابه احتلام فأمر بالاغتسال فاغتسل......فمات فبلغ ذلک النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فقال: قتلوه قتلهم اللّٰه،أولم يكن شفاء العی السوال؟قال عطاء: فبلغنا أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال:لوغسل جسده و ترک رأسه حيث أصابه الجراح.(ابن ماجة،باب فی المجروح تصيبه الجنابة فيخاف علىٰ نفسه إن اغتسل، ص۸۱،نمبر۵۷۲/۵۷۲،الدارقطنی ،باب جوازالتيمم لصاحب الجراح ،الخ،ج اول،ص۱۹۸،نمبر۷۲۰)

اس حدیث میں تیمّم اور غسل دونوں کو جمع کرنے کا اشارہ ملتا ہے،لیکن تیمّم کو زیادہ زخم پر محمول کیا جائے اور غسل اور وضو کو کم زخم پر۔ انیس

تیمم(حلیة)فلو کانت الجراحة بظهره مثلاً وإذا صب الماء سال علیها یکون ما فوقها فی حکمها فیضم إلیها کما بحثه الشرنبلالی فی الإمداد وقال تحت(قوله ولا روایة فی الغسل) ورجح فی البحر تصحیح الثانی (أی الغسل والمسح)بأنه أحوط وتبعه فی المتن. (الدر المختار مع ردالمحتار،باب التیمم: ج۱/۲۳۷)فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔۲۴/ربیع الآخر۱۳۹۷ھ(احسن الفتاویٰ:۲/۵۸۔۵۹)

زخم یا پٹی پر مسح کرنا دشوار ہو تو کیا کرے:

سوال: اگر زخم یا پٹی پر مسح کرنا دشوار ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب

اگر زخم یا پٹی پر مسح نہیں ہوسکتا تو پھر تیمّم درست ہے۔(۱)فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۴۶)

صاحب عذر کے لئے خادم نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کا حکم:

سوال اگر کسی شخص کے ہاتھ پاؤں پر ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے یہ شخص خود وضو کرنے پر قادر نہ ہو تو کیا یہ شخص خدمت کے لئے خادم رکھے گا یا تیمّم کرے گا؟

الجواب

اس پر خادم رکھنا ضروری نہیں،جب خادم یا معاون کی کوئی ممکن صورت میسر ہو تو وضو کرے ورنہ تیمّم کرکے نماز پڑھے۔

قال ابن نجیمؒ:أو کان لایجد من یوضئه ولا یقدر بنفسه اتفاقاً وإن وجد خادماً کعبده وولده وأجیره لایجزیه التیمم اتفاقاً. (البحر الرائق، باب التیمم: ج۱ص۱۴۰)(۲)(فتاویٰ حقانیہ:ج۲/۵۵۲)

جنگل میں مویشی کو خطرہ ہو تو تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں:

سوال: ایک شخص جنگل میں مویشی چراتا ہے نماز کا وقت آ گیا اور پانی میل بھر سے قریب ہے،اندیشہ ہے کہ اگر وضو کے واسطے جاوے گا تو مویشی کسی کی زراعت میں پڑ جاویں گے،یا گم ہونے کا خوف ہے،اس صورت میں تیمّم سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۱) (ویترک) المسح کالغسل (إن ضر وإلا لا)یترک. (الدر المختار علیٰ رد المحتار،باب المسح علی الخفین،المسح علی الجبیرة:۱/۲۵۸،ظفیر)
والمسئلۃ کذا فی احسن الفتاویٰ:۲/۵۶۔انیس

(۲) قال الحصکفیؒ: أولم یجد من یوضئه فإن وجد ولو بأجرة مثل وله ذلک لایتیمم فی ظاهر المذهب.(الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار،باب التیمم:۱/۲۳۳/ومثله فی الهندیة،باب التیمم:۱/۲۸)

الجواب

اس صورت میں تیمّم کرنا جائز ہے، درمختار۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۶۴-۲۶۵)

جنگل میں جانوروں کے چرواہے کے لئے تیمّم کا حکم:

سوال:(۱) ایک شخص بیس یا کہ تیس بھینسوں کے گلہ کے پاس ہے، اور پانی بھی قریب ہے، مگر اندیشہ ہے کہ وہ بھینسیں کھیت میں نقصان کردیں گی، کیونکہ کھیت دوسرے کا ہے، اس حالت میں تیمّم سے نماز جائز ہے یا کہ نہیں؟

سوال:(۲) ایک شخص اپنے اناج کے پاس ہے، اور وہ جنگل میں اکیلا ہے، اس کو اندیشہ ہے کہ اگر میں یہاں سے وضو کرنے گیا تو اناج چور اٹھالے جائیں گے، اگر پانی بھی آدھ کوس ہووے تو تیمّم جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب

قال في الدر: (من عجز)...... (عن استعمال الماء) ......(لبعده)...... (ميلاً)...... (أولمرض)...... (أو برد) يهلك الجنب أويمرضه......(أوخوف عدو) كحية أونارعلىٰ نفسه ولومن فاسق أوحبس غريم أوماله ولو أمانة. وفي الشامي: عد الأمانة ماله باعتبار وضع اليد عليها، ط. (أوعطش)......(أو عدم آلة)طاهرة......(تيمم) لهذه الأعذار كلها. آه (الدرمع الرد: ج۱ص۲۴۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنے مال کے تلف ہونے کا خوف تیمّم کو جائز کرتا ہے، (۲) اور دوسرے کے مال تلف ہونے کا خوف مبیح تیمّم نہیں، پس اس صورت میں شخص مذکور کو تیمّم جائز نہیں، بلکہ لازم ہے کہ وضو کرے اور جانوروں کو اپنے ساتھ پانی پر لیجائے، اور وضو کرتے ہوئے ان کو کھیت میں گھسنے سے روکتا رہے، دوسرے جیسا وضو کرنے میں یہ اندیشہ ہے کہ جانور کھیت میں گھس جائیں گے نماز پڑھنے میں بھی تو یہ اندیشہ ہے، تو کیا یہ شخص نماز کو بھی ترک کرنا چاہتا ہے، پس یہ عذر قابل قبول نہیں اور اس پر واجب ہے کہ اپنی طرف سے جانوروں کا پورا انتظام جتنا کرسکتا ہے کرے، اس کے بعد وضو اور نماز میں مشغول ہوجاوے۔

(۲) اس صورت میں تیمّم جائز ہے۔ **لخوفه علىٰ ماله وقدروه بالدرهم، كما في الشامية. (رد المحتار، باب التيمم: جلد۱صفحہ۲۴۲)**. ۲۷/شوال ۱۳۴۴ھ۔ (امدادالاحکام جلد اول ص۳۸۷و۳۸۸)

---

(۱) **(أوخوف عدو) كحية أونارعلىٰ نفسه ولومن فاسق أوحبس غريم أوماله ولوأمانة الخ (تيمم). (درمختار) (قوله أوماله) عطف علىٰ نفسه ح، ولم أرمن قدرالمال بمقدار، وسنذكر عن التتارخانية ما يفيد تقديره بدرهم، كما يجوز له قطع الصلوٰة. (الدرالمختارمع رد المحتار، باب التيمم:۱/۲۱۶-۲۱۷، ظفیر)**

نوٹ: یہ تیمّم اس صورت میں جائز ہے جب مویشی کے گم ہونے کا خطرہ ہو، اگر مویشی کے کسی کی زراعت میں پڑجانے کا خطرہ ہو تو جائز نہیں، جیسا کہ اگلے جواب سے واضح ہے کہ اپنے مال (خواہ ذاتی ہو یا بطور امانت) کے ہلاک ہونے کے خوف پر تیمّم کی گنجائش ہے دوسرے کا مال ہلاک ہونے کے خوف پر نہیں۔ انیس

(۲) خواہ ذاتی ہو یا بطور امانت۔ انیس

لوگوں کے سامنے کشف عورت کی وجہ سے بجائے غسل کے تیمّم کرنا:

سوال: اگر ایک آدمی ایک ایسی جگہ میں مقیم ہو جہاں پر غسل کا انتظام نہ ہو، مطلب یہ ہے کہ جب غسل کیا جاتا ہو تو لوگوں کے سامنے کشف عورت یقینی ہو تو ایسی حالت میں یہ شخص تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ نیز دوسروں کے لیے امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی علی عباس خان، مدرسہ قاضی حسام الدین کوہاٹ۔ یکم ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ)

الجواب

جب دیگر آدمیوں کے سامنے کشف عورت کے بغیر غسل ممکن نہ ہو تو اس شخص کے لیے تیمّم کرنے میں اختلاف ہے، امام حلبی جواز کی طرف مائل ہیں۔

كما صرح في شرح الكبير: ص۵۰، وبالجملة فلاضرورة في كشف العورة للغسل عند من لايجوز نظره إليها لأن له خلفاً بخلاف الختان ونحوه. (۱)

پس احوط یہ ہے کہ امامت نہ کرائے اور اگر امامت کی ہو تو خط کے ذریعہ ان مقتدیوں کو اعادہ کرنے کی خبر دیدے۔

كما في شرح التنوير (كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب)... (بالقدر الممكن) بلسانه أو (بكتاب أو رسول على الأصح) لو معينين وإلا لايلزمه، وفي رد المحتار: جلد اول ص۵۵۴، وقال ح: وإن تعين بعضهم لزمه إخباره. (۲) وهو الموفق

(فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم: ۹۳)

کشفِ عورت کی صورت میں تیمّم کی رخصت:

سوال: اگر کسی شخص کو ایسی جگہ میں غسل کی ضرورت پڑے جہاں غسل کرنے کے لئے باپردہ انتظام نہ ہو اور اگر غسل کرتا ہے تو کشفِ عورت کا قوی امکان ہے، تو ایسی صورت میں غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

جب دیگر آدمیوں کے سامنے کشفِ عورت کے بغیر غسل ممکن نہ ہو تو اس شخص کے لئے تیمّم کرنا جائز ہے یعنی کشفِ عورت سے بچنے کے لئے تیمّم پر اکتفا کرے اور جب موقع ملے تو پھر غسل کر لے۔

"قال إبراهيم الحلبيؒ: وللغسل خلف وهو التيمم فلايجوز كشف العورة عند من لايجوز نظره إليها لأجله". (كبيري، فرائض الغسل: ص۵۱) (۳) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۲۸، ۵۲۹)

(۱) غنية المستملي شرح منية المصلي: ص۵۰، بحث الغسل.
(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ص۴۳۸ جلد۱، مطلب المواضع التي تفسد صلوٰة الإمام دون المؤتم.
(۳) قال ابن عابدينؒ: ولايخفىٰ أن تأخير الغسل لايقتضي عدم التيمم فان المبيح له وهو العجز عن الماء قد وجد، فافهم. (ردالمحتار على الدر المختار، أبحاث الغسل: ج۱ ص۱۵۵)

دوران وضو پانی ختم ہونے پر تیمّم کا مسئلہ:

سوال: اگر وضو کرتے وقت ایک عضو باقی رہ جائے اور پانی قریب میں بھی نہ ملے تو اس وقت کیا کیا جائے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جب پانی کم ہونے کا اندیشہ ہو تو شروع وضو سے ہی کفایت کر کے وضو کفایت یا وضو فرض پر قناعت کرے، بہر حال اگر ایک عضو دھونے سے قبل پانی بالکل ختم ہو جائے اور حسب قاعدہ شرع پانی ملنے کی توقع نہ ہو تو تیمّم کر لیں،(۱) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دار العلوم دیوبند، سہارنپور ۲۱/۴/۶ ۱۴۰۴ھ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱۵۱/۱)

جنبی کے لئے ریل میں تیمّم کی شرط:

سوال: ریل وغیرہ کے سفر میں کہیں ضرورت غسل کی ہو جاوے اور پانی بقدر غسل نہ ملے اور وضو وغیرہ جس میں ہو سکے اتنا ملتا ہو تو غسل کا تیمّم کر کے نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اسٹیشن پر اگر چہ پانی ہر جگہ بکثرت مل سکتا ہے، لیکن غسل کرنا ریل میں مشکل ہے، تو تیمّم کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

غسل اسٹیشن پر مشکل نہیں، لنگی باندھ کر پلیٹ فارم پر بیٹھ کر سقہ کو پیسے دیکر کہہ دے کہ مشک سے پانی چھوڑ دے اور اس کے قبل ٹانگیں وغیرہ ریل کے پائخانہ یا غسل خانہ میں جا کر پاک کرے یا برتن میں پانی لے کر یا اگر نل میں پانی موجود ہو تو اس سے اس پائخانہ یا غسل خانہ میں بھی غسل ممکن ہے، ہمت کی ضرورت ہے ایسی حالت میں تیمّم درست نہیں۔

۱۳/صفر ۱۳۳۰ھ۔ تتمہ اولیٰ ص: ۹ (امداد الفتاویٰ: ۷۴/۱۔۷۵)

ٹرین میں بھیڑ کی وجہ سے تیمّم:

سوال: ایک نمازی ٹرین میں سفر کر رہا ہے، جس میں پانی کا انتظام نہیں ہے، بھیڑ اس قدر ہے کہ اگر کسی پلیٹ فارم پر اتر کر وضو کریں تو ٹرین کے چھوٹنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے اور بعض مرتبہ اترنا ہی ناممکن ہوتا ہے۔ کیا اس صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ھو المصوب ـــــــــــــــــــ

ایسی صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھنا درست ہے۔(۲)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۲۹/۱)

---

(۱) لو كان مع المحدث مايكفي لغسل بعض أعضاء الوضوء فإنه يتيمّم من غير غسله، هكذا في شرح الوقاية. (الفتاویٰ الهندية، باب التيمم، الفصل الثالث في المتفرقات: ۳۰/۱، دار الکتاب)

(۲) وعن أبي يوسفؒ: إذا كان بحيث لو ذهب إليه وتوضأ تذهب القافلة وتغيب عن بصره فهو بعيد ويجوز له التيمم، واستحسن المشائخ هذه الرواية، كذا في التجنيس. (البحر الرائق: ۲۴۳/۱)

ریل گاڑی میں تیمّم جائز ہے یا نہیں:

سوال: ریل یا موٹر میں نماز قضا ہونے کا ڈر ہو تو تیمّم کرنا جائز ہے یا نہیں، ریل کے تختہ پر یا موٹر کی لوہے کی چادر پر تیمّم جائز ہوگا یا نہیں جبکہ موٹر والا کہنے سے نہ روکے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

ریل گاڑی اور موٹر میں تیمّم سے نماز کی صحت کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:۔

(۱) ریل گاڑی کے دوسرے کسی ڈبے میں بھی پانی نہ ہو۔

(۲) راستہ میں ایک میل شرعی ۸۳/۱ ۔کلومیٹر کے اندر کہیں پانی کے وجود کا علم نہ ہو۔

(۳) اگر ریل گاڑی یا موٹر کے تختے پر اتنا غبار ہو کہ بخوبی ہاتھ کو لگے تو اس پر تیمّم کرے۔

(۴) کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔

(۵) قبلہ رخ پڑھے، قبلہ معلوم نہ ہو تو غور کے بعد جدھر دل شہادت دے اس طرف رخ کرے۔ان میں سے کسی ایک شرط پر بھی قدرت نہ ہو تو جیسے ہی ممکن ہو پڑھ لے مگر بعد میں قضا کرے۔

قال فی الدر المختار: (أوخوف عدو) كحية أو نار علىٰ نفسه ولو من فاسق أو حبس غريم أو ماله ولو أمانة ثم إن نشأ الخوف بسبب وعيد عبد أعاد الصلاة وإلا لا لأنه سماوی. وقال فی رد المحتار تحت (قوله ثم إن نشأ الخوف الخ): اعلم أن المانع من الوضوء إن كان من قبل العباد: كأسير منعه الكفار من الوضوء، ومحبوس فی السجن، ومن قيل له إن توضأت قتلتك جاز له التيمم ويعيد الصلاة إذا زال المانع، كذا فی الدرر والوقاية. (الدر المختار مع ردالمحتار، باب التيمم: ج ۱/۲۱۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔غرۂ ذی الحجہ ۸٦ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۵۵)

ریل سے متعلق مسائل نماز و وضو اور تیمّم:

سوال: چونکہ اس کی بہت ضرورت ہے کہ نماز پڑھنے میں کاہل بنانے والی دشواریوں کو حل کیا جائے۔لہٰذا جناب والا سے عرض کیا جاتا ہے کہ ریل کے سفر میں حسب ذیل یا مثل ان کے جو جناب والا کے خیال میں آئیں ان دقتوں کا از روئے احکامِ شریعت دفعیہ کیا ہے۔ مثلاً قلت وقفہ، ریل کے سبب سے اتنا وقت نہ ملے کہ انسان حوائج ضروری پیشاب پاخانہ سے (اس حالت میں کہ ریل میں بیت الخلا نہ ہو) فراغت حاصل کر کے وضو کرے اور نماز پڑھ لے تو کیا کرنا چاہئے، آیا بہ تیمّم نماز پڑھ لے یا کیا۔ مثلاً سفر ریل میں وضو اور غسل شرعی کے واسطے پانی اور وقت میسر نہ ہو سکے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جائے یا نہیں۔ مثلاً بوجہ کمی قیام ریل کے اسٹیشن پر، چلتی ریل میں نماز پڑھنے کا

ایسی حالت میں کہ رکوع وسجدے کی، بوجہ کثرت آدمیوں، جگہ نہ ہو، یا قبلہ کی سمت میں منھ کا رکھنا، بوجہ ایچ پیچ راہ ریل کے، ممکن نہ ہوتو کس طرح نماز ادا کی جائے؟

الجواب

حامداً و مصلیاً و مسلماً. أما بعد: امور مستفسرہ کا جواب حسب تفصیل ذیل ہے:۔

(۱) ریل میں اگر پانی نہ ملے تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ نماز کے وقت کے اندر پانی مل جاوے گا تو نماز کا مؤخر کرنا مستحب ہے اگر پانی مل جاوے تو وضو کر کے نماز ادا کرے اور اگر نہ ملے اور وقت تمام ہونے کا اندیشہ ہے تو تیمّم کر کے نماز ادا کرے۔(۱) پانی نہ ملنے کی صورت میں پانی کا کم از کم ایک میل کی مسافت پر ہونا شرط ہے۔(۲)

(۲) اگر پانی نہ ملنے کی صورت میں کسی آدمی نے تیمّم کر کے نماز پڑھنا شروع کی اور ابھی نماز ختم نہ ہوئی تھی کہ ریل کا اسٹیشن قریب آ گیا جہاں پانی کا ملنا یقینی امر ہے، تو اب نماز کو وضو کر کے از سرنو ادا کرنا چاہئے اور اگر نماز ختم کرنے کے بعد ریل کا اسٹیشن جہاں پانی ملنے کا یقین ہے قریب آیا تو وہ نماز ہوگئی، اب اس کو دوبارہ پڑھنے کی حاجت نہیں ہے۔(۳)

(۳) ریلوے اسٹیشن پر پانی مفت نہ ملے بلکہ بقیمت ملے۔ اگر قیمت عرف کے موافق ہے اور اس کے پاس قیمت موجود ہے، تو خرید کر وضو کر کے نماز پڑھے تیمّم کرنا جائز نہیں، اور اگر دام پاس نہیں یا قیمت زیادہ گراں ہے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔(۴)

(۴) ریلوے اسٹیشن پر اگر پانی دینے والا مسلمان نہیں بلکہ ہندو ہے تو اس سے پانی لے کر وضو کر لینا جائز ہے، ہاں اگر یقین ہے کہ اس کا پانی یا برتن ناپاک ہے تو تیمّم کرنا جائز ہے۔(۵)

(۵) اگر ریل میں کسی مسافر کے پاس پانی ہے تو اس سے وضو کے لیے پانی مانگنا چاہئے اگر وہ پانی بلا قیمت یا

---

(۱) ویستحب لعادم الماء وهو یرجوه أن یؤخر الصلوٰة إلٰی اٰخر الوقت فإن وجد الماء یتوضأ و إلا تیمم وصلی لیقع الأداء بأکمل الطهارتین الخ . (الهدایة، باب التیمم: ج۱/۵۵)

(۲) (من عجز)......(عن استعمال الماء)...... (لبعده)...... (میلاً)الخ (تیمم). (الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب التیمم: ج۱/۲۱۴)

(۳) وندب لراجیه رجاءً قویاً اٰخر الوقت المستحب ولو لم یؤخر وتیمم وصلی جاز إن کان بینه وبین الماء میل وإلا لا. (الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب التیمم: ۲/۲۲۹، ظفیر)

(۴) وإن لم یعطه إلا بثمن مثله أو بغبن یسیر وله ذلک فاضلاً عن حاجته لا یتیمم ولو أعطاه بأکثر یعنی بغبن فاحش وهو ضعف قیمته فی ذلک المکان أو لیس له ثمن ذلک تیمم. (الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب التیمم، ج۱ص۲۳۱)

(۵) اسٹیشن پر جو پانی تقسیم ہوتا ہے عموماً وہ پاک ہوتا ہے اور اس کا برتن بھی۔ لہٰذا شبہ نہ کرنا چاہئے۔ ظفیر

بقیمت دیدے تو وضو کرکے نماز ادا کرے، اور اگر وہ پانی نہ دے تو تیمّم کرکے نماز پڑھ لے۔ ایسی صورت میں پانی مانگنے سے عار نہ کرنا چاہئے۔ کیوں کہ شرعی فرض کا ادا کرنا زیادہ ضروری ہے، جب تک پانی نہ مانگے گا عجز نہ پایا جاوے گا، تو تیمّم بھی درست نہ ہوگا۔(۱)

(۶) کسی کے پاس پانی موجود ہے اور اس کو معلوم ہے کہ ریل کے اسٹیشنوں پر پانی نہیں ملتا ہے، اگر وضو کرے گا تو پیاسا رہے گا اور پیاس کی شدت برداشت نہ کر سکے گا، تو تیمّم کرکے نماز پڑھ لے۔(۲)

(۷) ریل کے مسافر کو پیشاب پاخانہ کی ضرورت ہے تو پہلے پیشاب پاخانہ سے فارغ ہولے بعد میں وضو کرکے نماز پڑھے اور اگر پیشاب پاخانہ کی ضرورت تھی مگر موقع نہ ملنے کی وجہ سے عاجز رہا اور کچھ دیر کے بعد ضرورت نہ رہی تو اب وضو کرکے نماز پڑھ سکتا ہے۔(۳)

(۸) مسافر کے پاس ایک لوٹا پانی ہے جو وضو کے لیے کافی ہے، وضو اور طہارت کے لیے کافی نہیں ہے، تو ایسے شخص کو اگر پاخانہ کی حاجت ہو تو وہ ڈھیلوں سے استنجا کرے، اور پانی سے وضو کرے، ہاں اگر نجاست پاخانہ کے مقام سے کچھ اِدھر اُدھر کو متجاوز ہوئی ہے تو پانی سے استنجا کرے اور نماز کے لیے تیمّم کرلے۔(۴)

(۹) ریل کے مسافر کو چاہئے کہ وہ نماز کے وقت سے پہلے نماز کا خیال واہتمام رکھے۔ مثلاً پیشاب پاخانہ کی اگر حاجت ہو تو فارغ ہولے، ریل گاڑیوں میں عموماً پاخانہ ہوتا ہے اگر اتفاق سے کسی گاڑی میں نہ ہو تو اس کا خیال رکھے کہ وقت سے پہلے ایسے اسٹیشن پر جہاں ریل دس پندرہ منٹ ٹھہرتی ہے فارغ ہو جائے، یا کسی دوسری گاڑی میں جا کر پاخانہ سے فراغت حاصل کرلے۔ ایسے ہی نماز کے وقت سے پہلے ہی کسی اسٹیشن پر پانی لے کر رکھ لے، تو نماز کے ادا کرنے میں کچھ دقت نہ ہوگی آخر ہم اپنی دوسری حاجتوں کے لیے ریل میں کیا ہی کرتے ہیں۔ جب کسی اسٹیشن پر کھانا وغیرہ حسب خواہش ملتا ہے تو اول ہی سے لے کر رکھ لیتے ہیں، تا کہ وقت پر دقت نہ ہو، ایسے ہی نماز کے لیے

---

(۱) ويطلبه وجوباً على الظاهر من رفيقه ممن هو معه فإن منعه ولو دلالةً بأن استهلكه تيمم لتحقق عجزه الخ وقبل طلبه لايتيمم على الظاهر الخ لأنه مبذول عادةً وعليه الفتوىٰ. (الدر المختار، باب التيمم، ج۱/۲۳۱، ظفیر)

آج کل ہر ٹرین میں پاخانے کے اندر پانی کا انتظام ہوتا ہے اور وہ پانی پاک ہوتا ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہے، اس لیے تیمّم کی نوبت نہیں پیش آتی۔ ظفیر

(۲) وخائف السبع والعدو والعطش عاجز حكماً. (الهداية، باب التيمم: ۱/۵۵، ظفیر)

(۳) ریل میں اب پاخانہ کا نظم ہوتا ہے۔ ظفیر

(۴) (ويجب) أي يفرض غسله (إن جاوز المخرج نجس) مائع ويعتبر القدر المانع لصلوٰة (فيما وراء موضع الاستنجاء) لأن ما على المخرج ساقط شرعاً وإن كثر، و لهذا لا تكره الصلاة معه. (الدر المختار على رد المحتار، باب الاستنجاء: ۱/۳۱۳، ۳۱۴)

آج کل ریل میں پاخانوں کے اندر پانی کا نل لگا ہوتا ہے اور وہ پانی پاک ہوتا ہے اور اس کے استعمال کی عام اجازت ہے۔ ظفیر

خیال رکھنا ایک مسلم کا نصب العین ہونا چاہئے۔

(۱۰) جیسا کہ بے وضوآدمی پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ اوپر مفصل مذکور ہوا۔ ایسے ہی جنب یعنی جس کو نہانے کی حاجت ہو پانی نہ ملنے کی صورت میں غسل کے لیے تیمّم کرسکتا ہے۔نماز ایسی صورتوں میں ہرگز ترک نہیں کی جاسکتی۔(۱)

(۱۱) اگر اس کو یقین ہے کہ نماز کے وقت کے اندر گاڑی کسی ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی کا نل ہے یا کنواں ہے اور یہ اتنی دیر میں غسل کرسکتا ہے تو تیمّم نہ کرنا چاہئے۔(۲)

(۱۲) نل دھوپ میں ہے جس کا پانی گرم ہے اور یہ یقین جانتا ہے کہ اس پانی سے مضرت ہوگی یا سردی کے موسم میں نل کا پانی ٹھنڈا ہے اور یقین ہے کہ اگر غسل کروں گا تو مریض ہوجاؤں گا تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔(۳)

(۱۳) نل پر نہاتے ہوئے اگر شرم آئے اور اسٹیشن کے کنویں پر نہانا اپنی خلاف شان سمجھے، یہ عذر شرعاً قبول ومسموع نہیں۔

(۱۴) ریل میں نماز پڑھنے میں استقبال قبلہ ضروری ہے،قبلہ کی طرف کو منھ کر کے نماز شروع کرے اور نماز پڑھنے کی حالت میں اگر ریل کا رخ بدل جائے اور یہ جانتا ہے کہ ریل کا رخ بدل گیا،تو یہ بھی قبلہ کی طرف کو پھر جائے اور اگر اس کی نماز پڑھنے کی حالت میں ریل کا رخ چند مرتبہ بدلا اور اس نے برابر قبلہ رخ ہوکر نماز ادا کی اور چاروں رکعتیں نماز کی چار طرف کو ادا ہوئی تو کچھ مضائقہ نہ سمجھے، بلکہ یوں ہی ہونا ضروری ہے اور اگر اس کو نماز پڑھنے میں ریل کے رخ بدلنے کی خبر نہ ہوئی اور ایک طرف کو نماز پڑھ گیا،تو نماز ہوگئی۔اگر ریل میں سمت قبلہ کی معلوم نہ ہوتو لوگوں سے معلوم کرلے،اگر کوئی بتانے والا نہ ہوتو دل میں خوب غور کرے اور اٹکل سے کام لے جس طرف کو اس کا دل گواہی دے،اسی طرف کو نماز ادا کرے۔(۴)

---

(۱) والحدث والجنابة فيه سواء وكذا الحيض والنفاس لما رُوى أن قوماً جاؤ إلىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالوا: إنا قوم نسكن هذه الرمال ولانجد الماء شهراً أوشهرين وفينا الجنب والحائض والنفساء فقال: عليكم بأرضكم. (الهداية، باب التيمم:۱/۵۲و۵۳،ظفیر)

(۲) (ويجب) أى يفترض (طلبه) ولوبرسوله (قدرغلوة) ثلثمائة ذراع الخ (إن ظن) ظناً قوياً (قربه) دون ميل بأمارة أوإخبارعدل (وإلا) الخ (لا) يجب. (الدرالمختارعلىٰ صدررد المحتار، باب التيمم:۱/۲۱۴،ظفیر)

(۳) الجنب الصحيح فى المصرإذا خاف بغلبة ظنه عن التجربة الصحيحة إن اغتسل أن يقتله البرد أويمرضه يتيمم عند أبى حنيفةؒ وإن كان الجنب خارج المصريتيمم بالاتفاق. (غنية المستملى:ص۶۴،ظفیر)

(۴) (وقبلة العاجزعنها) لمرض وإن وجد موجهاً عند الإمام أوخوف مال، وكذاكل من سقط عنه الأركان (جهة قدرته) الخ (ويتحرى) هوبذل المجهود لنيل المقصود (عاجز عن معرفة القبلة) بما مر (فإن ظهر خطؤه لم يعد) لما مر (وإن علم به فى صلاته أوتحول رأيه) الخ (استداروبنىٰ) حتى لوصلى كل ركعة لجهة جاز. (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب شروط الصلوٰة:۱/۴۰۲)ومن أراد أن يصلى فى سفينة تطوعاً أوفريضةً فعليه أن يستقبل القبلة الخ حتىٰ لو دارت السفينة وهويصلى توجه إلى القبلة حيث دارت الخ. (عالمگیری فی استقبال القبلة:۱/۵۹،ظفیر)

(۱۵) ریل میں بلا عذر بیٹھ کر نماز نہ پڑھے، کیوں کہ نماز میں قیام فرض ہے اس کو ترک کرنا نہ چاہئے، یہ خیال کر لینا کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا محض وہم ہے، کیوں کہ تجربہ نے دکھلا دیا کہ صدہا آدمی ریل میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اوران میں سے کوئی نہیں گرتا، نہ چکر آتا ہے، نہ قے ہوتی ہے۔(۱)

(۱۶) ریل کا حکم کشتی، گھوڑے اوراونٹ کا سا نہیں ہے، کشتی میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، کیوں کہ دوران سر اکثر الوقوع ہے مگر امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک کشتی میں بھی بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، جب تک دوران سر اور متلی نہ ہو گھوڑے وغیرہ پر بلا عذر فرض نماز ادا نہیں کی جاسکتی، گھوڑا گاڑی، شکرم وغیرہ میں جب اس میں گھوڑا جوتا ہوا ہو تو بلا عذر فرض نماز ادا کرنا درست نہیں ہے اور گھوڑا گاڑی وشکرم میں جانور جوتا ہوا نہ ہو اور وہ زمین پر مستقر ہو تو اس میں نماز کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے ان کو علما نے تخت کے مشابہ قرار دیا ہے۔ ریل کو جو صاحب کشتی پر قیاس کرتے ہیں وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی رائے دیتے ہیں، مگر واضح رہے کہ صاحبین کے نزدیک کشتی میں بھی جب دوران سر اور متلی نہ ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں، پس کشتی میں قیام ترک کرنے کی وجہ دوران سر اور جی متلانا ہے، امام صاحبؒ نے اس خیال سے کہ اکثر کشتی میں دوران سر ہوتا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز قرار دیا ہے اور صاحبینؒ نے اس کے پائے جانے کو ضروری نہ سمجھا، بہر حال ترک قیام کی وجہ دوران سر ہے، لیکن ریل میں سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ دوران سر نہیں ہوتا، ہم دن ورات دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی، مرد وعورت، بوڑھے اور بچے ہر ملک کے رہنے والے ریل میں سفر کرتے ہیں اور کسی کو دوران سر نہیں ہوتا، تو اب سمجھنا چاہئے کہ ریل کو کشتی سے کوئی مناسبت اس معنی میں نہیں ہے، پھر قیام کیوں ترک کیا جائے، تخت پر نماز پڑھنے کا جو حکم ہے وہی ریل کے مناسب معلوم ہوتا ہے، تخت میں اگر پہیا لگا کر اس کو چلا دیا جائے، تو اس کا حکم جو نماز پڑھنے کے باب میں تھا وہ بحال رہے گا، پس کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ریل میں نماز پڑھنے والوں سے قیام ساقط ہو جائے۔ رہا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں گر جانے کا اندیشہ، سو یہ محض وہم ہے تجربہ اس کے خلاف شہادت دیتا ہے کم سے کم ایک مرتبہ امتحان تو کر لینا چاہئے کہ گرتا ہے یا نہیں گرتا، پہلے سے اس وہم کی بدولت فریضہ الٰہی کو ترک کرنا کون عقل کی بات ہے۔(۲)

---

(۱) (من تعذرعليه القيام)......(لمرض) حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضرر، به يفتىٰ الخ (أو) حكمي بأن(خاف زيادته......أو دوران رأسه أو وجد لقيامه ألماً شديدًا) الخ (صلى قاعداً)الخ(وإن قدرعلىٰ بعض القيام) ولو متكئاً علىٰ عصًا أو حائط(قام)لزومًا بقدر مايقدر (الدر المختارعلىٰ رد المحتار، باب صلاة المريض :۱/۷۰۸)

(۲) (صلى الفرض فى فلك)جارٍ(قاعداً بلا عذرصح)لغلبة العجز(وأساء) وقالا: لايصح إلابعذروهوالاظهر،برهان(والمربوطة فى الشط كالشط)فى الأصح(والمربوطة بلجة البحرإن كان الريح يحركها شديداً فكالسائرة وإلافكالواقفة) (درمختار)(قوله لغلبة العجز): أى لأن دوران الرأس فيها غالب، والغالب كالمتحقق فأقيم مقامه...

==

(۱۷) ریل میں بعض آدمی اس طرح نماز پڑھتے ہیں کہ ریل کے ایک تختہ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ جاتے ہیں، جیسا کہ کرسی، موڑھے پر بیٹھتے ہیں اور دوسرے تختہ پر سجدہ کرتے ہیں یہ جائز نہیں ہے ایسا کرنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، کیوں کہ اول تو قیام ترک ہوا اور قیام فرض تھا اور دوسرے یہ کہ سجدہ میں گھٹنوں کا زمین پر ٹکنا ضروری تھا وہ بھی ترک ہوا۔(۱) ریل میں اگر قبلہ ایسے رخ پر واقع ہو تو بیچ میں کچھ اسباب رکھ کر ایک تختہ پر کھڑے ہوکر نماز پڑھنی چاہئے اور سامنے کے تختہ پر سجدہ کرنا چاہئے اپنا اسباب نہ ہو تو دوسرے مسافروں کے جو بہت سے اسباب موجود ہوتے ہیں ان کی اجازت سے اس کو رکھ سکتے ہیں اور اگر اسباب نہ ہوں یا نہ ملے تو اس طرح نماز نہ پڑھنی چاہئے، جب اسٹیشن آئے تب نماز پڑھے اگر ریل میں مسافر اس قدر زیادہ ہوں کہ نماز پڑھنے کی کوئی صورت نہ بن پائے اور سجدہ ورکوع نہ ہو سکے تو نماز کو ایسی حالت میں مؤخر کرنا چاہئے، اشارہ سے نماز نہ پڑھنی چاہئے۔(۲)

(۱۸) بعض لوگ اس خیال سے نماز کو ترک کر دیتے ہیں کہ لوگوں کو تکلیف ہوگی یا وہ نماز کے لیے جگہ نہ دیں گے مگر یہ خیال صحیح نہیں ہے، نماز کے لیے کوئی بخل نہیں کرتا۔ اکثر یہ تجربہ ہوا ہے کہ مسلمان تو مسلمان ہندو لوگ بھی نہایت بشاشت سے نماز پڑھنے کے لیے جگہ تھوڑی دیر کے لیے خالی کر دیتے ہیں، پس اس خیال سے نماز کو ترک کر دینا مناسب نہیں ہے، آخر جب انسان مجبور ہوتا ہے تو مسافروں سے اپنے لیٹنے اور سونے کے لیے جگہ کی خواہش کرتا ہے پھر نماز کے لیے جو کہ فریضہ الٰہی ہے کیوں نہ کرے۔

اس وقت یہ چند صورتیں ذہن میں آئیں ان کے متعلق مختصراً لکھ دیا گیا ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۲۴۹/۱۔۲۵۶)

معذور کا تیمّم اور اس کی امامت:

سوال: ایک شخص پر غسل جنابت واجب ہے، نمازِ فجر کے پہلے غسل کرنے میں جبکہ سردی بھی شدید ہے بیمار

== (قوله وأساء): أشار إلٰى أن القيام أفضل لأنه أبعد عن شبهة الخلاف والخروج أفضل إن أمكنه لأنه أمكن لقلبه (قوله وهو الأظهر) وفى الحلية بعد سوق الأدلة: والأظهر أن قولهما أشبه فلا جرم أن فى الحاوى القدسى وبه نأخذ. (قوله والمربوطة فى الشط الخ) فلا تجوز الصلاة فيها قاعداً اتفاقاً الخ وعلى هذا ينبغى أن لاتجوز الصلاة فيها سائرة مع إمكان الخروج إلى البر، (قوله وإلا فكالواقفة) أى إن لم تحركها الريح شديدًا بل يسيرًا فحكمها كالواقفة فلا تجوز الصلاة فيها قاعداً مع القدرة على القيام. (ردالمحتار، باب صلاة المريض: ۱۳/۱۷و ۱۴/۷)

مفتی علامؒ کی بحث سے واضح ہے کہ اگر آدمی گر جاتا ہے تو بیٹھ کر ریل میں نماز درست ہے، ہندوستان کی بعض چھوٹی چھوٹی لائنیں ایسی ہیں جن کی ریل میں کھڑے ہوکر نماز ادا نہیں ہوسکتی ہے آدمی گر جاتا ہے، لہٰذا ان لائنوں کی ٹرین میں بیٹھ کر نماز درست ہوگی۔ واللہ اعلم۔ ظفیر مفتاحی

(۱) و(من فرائضها القيام) بحيث لومد يديه لاينال ركبتيه الخ (ومنها السجود) بجبهته وقدميه، الخ. (الدر المختار علىٰ رد المحتار، باب صفة الصلوٰة: ۱۶/۱/۷)

(۲) اگر اشارہ سے پڑھ ہی لیا تو بعد میں اعادہ ضروری ہے۔ انیس

ہونے کا یقین ہے، کیا وہ غسل کا تیمّم کرنے کے بعد وضو کر کے مکان میں نماز فجر ادا کرے، یا مسجد میں جا کر نمازِ فجر ادا کر سکتا ہے، جبکہ وہ اس مسجد کا امام بھی ہے اور اس سے زیادہ لائق شخص موجود بھی نہیں ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر پانی گرم کرنے کا انتظام ہے تو پانی گرم کرلیا جائے ورنہ تیمّم کر کے نماز پڑھیں قضا نہ کریں، غسل کیلئے جو تیمّم کیا جائے وہ وضو کیلئے کافی ہوگا۔ اگر وضو مضر نہ ہو تو تیمّم سے پہلے وضو کرلیں۔ تیمّم سے جو نماز ادا کی جائے اس کیلئے ضروری نہیں کہ مکان پر ہی پڑھیں بلکہ مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھیں، جماعت ترک نہ کریں، باجازتِ شرع جو شخص تیمّم کرے وہ امامت بھی کر سکتا ہے۔(۱)

"(أو بـرد) يهـلك الجنب أويمرضه ولوفي المصرإذا لم تكن له أجرة حمام ولامايدفئه" در مـختـار" قـال فـي البـحـر: فـصـار الأصل أنه متى قدرعلى الاغتسال بوجه من الوجوه،لايباح له التيمم إجماعاً الخ". (ردالمحتار:۱/۱۵۶)(۲)

"وترجع المذهب بفعل عمروبن العاص رضى اللّٰهتعالىٰ عنه حين صلى بقومه بالتيمم لخوف البـرد مـن غسـل الـجنابة وهم متوضئون، ولم يأمرهم عليه الصلوٰة والسلام بالإعادة حين علم، الخ". (۱/۳۶۳)(۳)

عبارت منقولہ سے معلوم ہوا کہ غسل جنابت کا جس نے بحکم شرع تیمّم کیا ہو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۱۴،۲۱۵)

---

(۱) تیمّم کرنیوالے کی امامت:

۱......چوں کہ تیمّم وضو اور غسل کا بدل ہے اس لیے امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تیمّم کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ امامت کرے اس کے پیچھے وضو کرنے والے اور تیمّم کرنے والے دونوں کی اقتدا صحیح ہے۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۲۵۷)

۲......اگر تیمّم کرنے والے نے امامت شروع کی اور اس کے پیچھے وضو کرنے والے مقتدی ہیں، پھر امام کو نماز کے اندر کوئی حدث لاحق ہو گیا اور اس نے کسی وضو کرنے والے کو بقیہ نماز پڑھانے کے لئے آگے کر دیا تو صحیح ہے، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ وہ کسی دوسرے تیمّم کرنے والے کو امامت کے لیے آگے بڑھا دے اور یہ شخص پھر تیمّم کر کے اس کی اقتدا کر لے، یا اگر پانی موجود ہو تو وضو کر لے مگر اس صورت میں وہ بنا نہیں کرے گا بلکہ اس نے سابق میں جو رکعتیں پڑھی تھیں اس کے حق میں باطل ہو جائیں گی۔ البتہ قوم کے حق میں وہ صحیح ہوں گی۔(الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۲۵۷،۲۴۹)۔(طہارت کے احکام و مسائل،صفحہ ۱۹۸:انیس)

(۲) الـدر المختارمع رد المحتار: ۱/۲۳۴، بـاب التيـمـم ، سعيد. وكذا في التاتارخانية:۱/۲۴۵، نوع آخرفي بيان من يجوزله التيمم،إدارة القرآن كراچی. وكذا في النهرالفائق :۱/۹۹،باب التيمم.

(۳) البحرالرائق:۱/۶۳۶، كتاب الصلوٰة،باب الإمامة، رشيديه.

تیمّم کن چیزوں پر جائز ہے:

سوال: کیاان چیزوں سے تیمّم کر سکتے ہیں؟

(۱) صراحی، گھڑا، مٹکا وغیرہ خواہ اس میں پانی بھرا ہوا ہو یا نہ ہو بلکہ خشک ہو اور اس کے اوپر گرد نہ ہو۔

(۲) ایسی دیوار جس پر سفیدی ہو چکی ہو خواہ خالص چونہ سے یا چونہ میں نیل یا کوئی رنگ ملانے کے بعد۔

(۳) عورتیں عموماً مٹی بھگو کر جمع کر لیتی ہیں اور اس کے خشک ہو جانے کے بعد اس سے تیمّم کرتی رہتی ہیں۔

(۴) چولہے کی راکھ سے خواہ وہ لکڑی وغیرہ کسی پاک چیز کی ہو یا گوبر کے اپلوں یا کنڈوں کی جو خشک ہونے کے بعد جل کر راکھ ہو گئے ہوں۔

(۵) ریل گاڑی یا بس اور موٹر کار کی سیٹ پر خواہ اس پر گرد ہو یا نہ ہو یا معمولی گرد ہو۔ بینوا تو جروا۔

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

پہلے تین نمبروں میں مذکورہ اشیاء سے تیمّم جائز ہے نمبر چار سے جائز نہیں اور نمبر پانچ پر گرد ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔(۱) قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز نہ جلانے سے جلے، نہ پگھلانے سے پگھلے اس پر تیمّم جائز ہے مگر راکھ پر جائز نہیں اور جو چیز جل جائے یا پگھل جائے اس پر تیمّم جائز نہیں مگر چونہ پر جائز ہے۔

---

(۱) عن حمادؒ قال: تيمم بالصعيد والجص والجبل والرمل. (مصنف ابن أبي شيبه، ۱۹۶، مايجزى الرجل فى تيممه، ج اول، ص ۱۴۸، نمبر ۱۷۰۴)

تیمّم کے لیے پاک مٹی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیمّم کے لیے حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

''فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً''۔ یعنی تیمّم کرو پاک مٹی سے۔

اور ''صعید'' عربی زبان میں مٹی اور جو چیزیں زمین کے اوپری حصہ پر ہوں ان کو کہا جاتا ہے۔

اس لیے مٹی کی جنس کی تمام چیزوں جیسے پہاڑی نمک، سرمہ، ریگ، پتھر اور اس کی تمام اقسام عقیق، زبرجد، فیروزہ، سنگ مرمر، ہڑتال اور ہر قسم کی مٹی چاہے لال ہو سبز ہو، کالی ہو یا کسی رنگ کی ہو، نیز سنکھیا، گچ، چونا، گیرو، سیمنٹ، کچی یا پکی اینٹ، مٹی کے کچے یا پکے برتن اگر ان پر روغن نہ چڑھایا گیا ہو، مٹی، سمنٹ یا اینٹ، پتھر کی دیوار پر تیمّم جائز ہے، چاہے ان پر گرد و غبار ہو یا نہ ہو۔ (هداية: ۱/۵۳، منية المصلى: ص ۲۳۔ ردالمحتار: ۱/۲۴۰، وغیرہ)

اگر کوئی ایسی چیز ہو جس سے تیمّم جائز نہیں، مگر وہ مٹی وغیرہ سے مل جائے تو غالب کا اعتبار رہوگا۔ اگر مٹی کی جنس غالب ہے تو تیمّم جائز ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۴۲)

اگر کسی نجس چیز پر غبار ہو اور وہ غبار اس پر خشکی کی حالت میں پڑا ہو اور اس سے تیمّم کرنے میں نجاست کے کسی جز کے آنے کا خوف نہ ہو تو اس سے تیمّم جائز ہے، جیسے کوئی کپڑا ناپاک ہو اور اس کے خشک ہونے کے بعد اس پر غبار پڑ گیا ہو تو اس کے غبار سے تیمّم جائز ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۴۰)

اگر کوئی زمین ناپاک ہو کر خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر زائل ہو جائے تو گرچہ اس پر نماز پڑھنا جائز ہے مگر تیمّم جائز نہیں ہے، کیوں کہ نجس مٹی گرچہ طاہر ہے مگر وہ مطہر نہیں ہے۔ البتہ اگر مجبوری ہو اور کوئی دوسری مٹی نہ ہو تو درست ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۴۲)

اگر مٹی اپنی ملکیت کی نہ ہو اور نہ ہی مباح ہو (جیسے سڑک و عام غیر مزروعہ اراضی نہ ہو) تو بغیر اجازت دوسرے کی زمین سے تیمّم جائز نہیں۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۱، انیس قاسمی)

قال في التنوير: بمطهر من جنس الأرض وإن لم يكن عليه نقع،فلايجوز بمنطبع ومترمد.وفي الشرح: إلا رمادالحجر فيجوز كحجر مدقوق أومغسول، وحائط مطين أومجصص، وأوان من طين غيرمدهونة،آه، وقال في الشامية:(قوله من جنس الأرض الخ)الفارق بين جنس الأرض وغيره أن كل ما يحترق بالنار فيصير رماداً كالشجر والحشيش أوينطبع ويلين كالحديد والصفر والذهب والزجاج ونحوها فليس من جنس الأرض،ابن كمال عن التحفة،آه. (التنوير مع الدر المختار مع ردالمحتار،باب التيمم:۲۲۰/۱)فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

۳۰/ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۵۷-۵۸)

پکی اینٹ پر تیمّم کا حکم:

سوال: کیا پکی اینٹ پر جو بھٹہ میں پکی ہوئی ہواس پر تیمّم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔(محمد رفیق ٹھیکیدار، لاہور)

الجواب ــــــــــــــــــــ

جائز ہے۔

وأما التيمم بالأجر فعند أبي حنيفة رحمه الله تعالیٰ يجوز مطلقاً دق أولا، لأنه من أجزاء الأرض وإن شوی وتصلب بمنزلة النورة.(كبيری: ص۵۷) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس، ملتان، ۱۴۰۸/۵/۱۵ھ (خیر الفتاویٰ:۲/۱۲۴)

مسجد کی زمین پر تیمّم کرنے کا حکم:

سوال: مسجد کی زمین میں تیمّم درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اس وقت روایت نہیں ملی مگر کہیں دیکھا ہے کہ مکروہ ہے۔(۱) تتمہ اولیٰ صفحہ:۶ (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۱۷۳)

(۱) مسجد کی مٹی سے تیمّم کرنے کی دو صورتیں ہیں:

اول: ضرورت کی وجہ سے مثلاً کوئی شخص مسجد میں سویا اور اسے غسل کی حاجت پیش آ گئی اور فوراً باہر نکلنا تاریکی یا بارش وغیرہ اعذار کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو تیمّم کر لینا مستحب ہے تاکہ جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھہرنا لازم نہ آئے تمام فقہائے احناف نے یہ مسئلہ لکھا ہے لیکن کسی نے یہ نہیں لکھا کہ مسجد کی مٹی سے تیمّم نہ کرے بلکہ سب کی عبارتیں مطلق ہیں۔

ولو كان نائماً فاحتلم والماء خارجه وخشي من الخروج يتيمم وينام فيه إلی أن يمكنه الخروج قال في المنية:وإن احتلم في المسجد تيمم للخروج إذا لم يخف وإن خاف يجلس مع التيمم،آه(شامی:۲۲۵/۱،باب التيمم)

لہٰذا اگر وہاں کوئی اور مٹی نہ ہو تو مسجد کی مٹی سے تیمّم کر لینا جائز ہے۔لإطلاق الروايات۔

البتہ حضرات شوافع نے لکھا ہے کہ اس صورت میں بھی مسجد کی مٹی سے تیمّم نہ کرے اور مٹی ہو تو تیمّم کرے ورنہ بغیر تیمّم کے جنابت کی...==

مسجد کی دیوار پر تیمّم:

سوال: مسجد کی پختہ دیوار جس پر چونہ کی قلعی رہتی ہے اس پر تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

مسجد کی دیوار پر اگر کوئی تیمّم کرلے تو اس کا تیمّم ہوجائے گا اور نماز درست ہوگی۔(۱) لیکن مسجد کی دیوار پر تیمّم کرنا مسجد کی نظافت کے خلاف ہے اس لیے اس پر تیمّم نہیں کرنا چاہئے نیز چونے پر تیمّم کرنے میں فقہا کا اختلاف ہے اس لئے چونے پر تیمّم کرنے میں احتیاط مناسب ہے۔(۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔ ۱۳۶۹/۴/۳ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۷۷)

== حالت ہی میں مسجد میں ٹھہرا رہے، لیکن امام نوویؒ نے اعتراض کیا ہے کہ اگر ضرورت کی وجہ سے کوئی شخص مسجد کی تھوڑی سی مٹی استعمال کرلے تو اس میں کراہت کی کیا وجہ؟ امام زرکشی محمد بن عبداللّٰہ شافعی (ولادت ۷۴۵ھ وفات ۷۹۴ھ) اعلام الساجد باحکام المساجد، ص ۳۱۷ میں لکھتے ہیں:

یجوز المکث للجنب فی المسجد للضرورة بأن نام فی المسجد واحتلم ولم یمکنه الخروج لإغلاق الباب أو الخوف علی نفسه أو ماله، قال فی الروضة: ویجب أن یتیمم إن وجد غیر تراب المسجد ولا یتیمم بترابه آه (إلیٰ قوله) و قول الرافعی: ولا یتیمم بتراب المسجد کما لو لم یجد إلا ترابا مملوکا، نازعه فیه النووی فی شرح التنبیه، فقال هکذا قال تبعاً لصاحبی التهذیب والتتمة، وفیه نظر، وأی مانع یمنع عن غبار یسیر للضرورة ؟ والفرق بینه وبین المملوک ظاهر، وقال الرویانی فی البحر: لو احتلم فی المسجد أو خاف العسس (الشرطة التی تطوف لیلاً للحراسة) یتیمم بغیر تراب المسجد، فإن لم یجد إلا تراب المسجد لا یتیمم، کما لو وجدت فیه تراباً مملوکاً للغیر، ولکنه لو تیمم به جاز. آه.

دوم: بلاضرورت مسجد کی مٹی سے تیمّم کرنا۔ یہ مکروہ ہے۔

قال فی الأشباہ فی أحکام المساجد: ومنها منع أخذ شیء من أجزائه، قالوا فی ترابه: إن کان مجتمعاً جاز الأخذ منه ومسح الرِجلِ علیه، وإلا لا، آہ قال الحموی: قوله وإلا لا، أقول: لأن المجتمع المنبسط بمنزلة أرض المسجد فیکرہ أخذہ یعنی علیٰ سبیل الاستعمال، وأما إذا أخذہ للتبرک فجائز کما قالوا فی تراب الکعبة. هذا، واعلم أن هذا الحکم کان حیث کانت المساجد لا تنبسط أما الآن فإزالة التراب ورفعه قربة، اھ۔

علامہ حمویؒ کے قول واعلم الخ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کراہت اس مٹی سے تیمّم کرنے میں ہے جو مسجد کا جز ہے لیکن اگر مسجد کے پکے فرش پر غبار ہو تو چونکہ وہ مسجد کا جز نہیں ہے، اس لئے اس سے تیمّم کرنا جائز ہوگا۔ واللّٰہ سبحانہ اعلم۔ سعید احمد پالنپوری

(۱) فیجوز کحجر مدقوق أو مغسول، وحائط مطین أو مجصص. (الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب التیمم:۱/۴۰۶)

(۲) اگر کوئی شخص مسجد میں ہو اور اسے جنابت لاحق ہوجائے یا حدث کی حالت میں ہو اور وہ مسجد کے فرش یا دیواروں پر تیمّم کرلے تو جائز ہوگا۔ لیکن بلاضرورت عام حالات میں مسجد کی زمین ومٹی سے تیمّم نہیں کرنا چاہیے۔ علما نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔ (طہارت کے احکام ومسائل، انیس)

(ویجوز التیمم عند أبی حنیفة ومحمد بکل ما کان من جنس الأرض کالتراب والرمل والحجر والجص والنورة والکحل والزرنیخ وقال أبو یوسفؒ لا یجوز إلا بالتراب والرمل. (الهدایة، باب التیمم:۱/۵۱)

مسجد کی دیوار یا چھت پر تیمّم کرنا:

سوال: مسجد کی دیوار یا چھت پر تیمّم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے(۱) لیکن اس میں سوئے ادبی ہے، کیوں کہ جس مٹی سے نجاست کا ازالہ کیا وہ مٹی قابل تعظیم ہے۔

الأشباه والنظائر میں ہے: **منها منع أخذ شيء من أجزء اه قالوا: في ترابه إن كان مجتمعاً جاز الأخذ منه ومسح الرجل عليه وإلالا، انتهى**

ابوالحسنات محمد عبدالحئی (مجموعہ فتاویٰ عبدالحئی:۱۹۳) ☆

تیمّم میں کم از کم کتنا بڑا ڈھیلا ہونا چاہئے اور کلوخ تیمّم سے استنجا کا حکم:

سوال: دو مسئلے دریافت کرنے کی ضرورت ہے کہ:

(۱) کم سے کم کتنے چھوٹے ڈھیلے پر تیمّم ہوسکتا ہے یا چھوٹی چھوٹی دو ڈلی ہوں ان دونوں کو ایک جگہ کر کے بھی ہو جاتا ہے، بعض دفعہ کوئی آدمی پاس نہیں ہوتا، ایسا اتفاق مجبوری میں ہوا۔

(۲) دوسرا یہ مسئلہ ہے کہ جس ڈھیلے سے تیمّم کیا ہو اس سے استنجا پاک کرنے میں کوئی حرج تو نہیں اس میں سے توڑ کر ڈھیلہ سے استنجا کر لیں؟

الجواب

قال في الدر: (هو)......(قصد صعيد)......(مطهر)......(واستعماله) حقيقةً أوحكماً ليعم التيمم

---

(۱) قال انطلقت مع ابن عمر في حاجة إلى ابن عباس .....حتى إذا كان الرجل أن يتوارى في السكة، فضرب بيديه على الحائط ومسح بهما وجهه. (أبوداود ، باب التيمم في الحضر ،ص۵۳، نمبر۳۳۰، انیس)

والمسئلۃ کذا فی فتاویٰ محمودیہ ۱۹۲/۵

☆ مسجد کی مٹی پر تیمّم کا حکم:

سوال: تیمّم کی ضرورت پڑنے پر مسجد کی دیواروں سے تیمّم کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

مسجد کی دیوار یا فرش پر تیمّم کرنا مکروہ ہے کیونکہ تیمّم کی صورت میں یہ مٹی حدث کے لیے مزیل (زائل کرنے والی، انیس) ہے، جو مٹی یا پتھر مسجد میں نصب اور قائم ہو وہ واجب التعظیم ہونے کی وجہ سے اس کی طرف ازالۂ حدث کی نسبت بے ادبی کے مترادف ہے، البتہ اگر دیوار یا فرش کی مٹی کسی نے جمع کر کے مسجد کے ایک کونے میں رکھی ہو تو پھر اس پر تیمّم جائز ہے کیونکہ مٹی کو اکٹھا کر کے کسی کونے میں رکھنا مسجد سے خارج ہونے کے معنی میں ہے اور مسجد کی مٹی جب مسجد سے باہر نکالی جائے تو اس کا تقدس اور حرمت باقی نہیں رہتی۔

قال قاضي خانؒ: ويكره مسح الرجل من طين الردغة بأسطوانة المسجد أوبحائطه وإن مسح بتراب في المسجد إن كان ذلك التراب مجموعاً في ناحية غيرمنبسط لابأس به وإن كان منبسطاً مفروشاً يكره لأنه بمنزلة أرض المسجد . (فتاویٰ قاضيخان علىٰ هامش الهندية، فصل في المسجد: ۶۵/۱)۔(فتاویٰ حقانیہ:۵۵۰/۲)

بالحجر الأملس (بصفة مخصوصة) هذا يفيد أن الضربتين ركن، وهو الأصح الأحوط (إلٰى أن قال) وركنه شيئان: الضربتان، والاستيعاب، وشرطه ستة: النية، والمسح، وكونه بثلاث أصابع فأكثر، آه، قال الشامي تحت (قوله وهو الأصح الأحوط): هذا ما ذهب إليه السيد أبو شجاع، وصححه الحلواني، وفي النصاب: وهذا استحسان وبه نأخذ، وهو الأحوط. وقيل ليسا بركن، وإليه ذهب الإسبيجابي وقاضي خان، وإليه مال في البحر والبزازية والإمداد، وقال في الفتح: إنه الذي يقتضيه النظر، ولأن المأمور به في الآية المسح ليس غير، ويحمل قوله عليه السلام: "التيمم ضربتان" إما علٰى إرادة الضربة أعم من كونها على الأرض أو على العضو مسحاً أو أنه خرج مخرج الغالب، آه، وأقره في الحلية، ورجحه في شرح الوهبانية، آه، (وفيه بعد سطر أيضاً): لو كنس داراً أو هدم حائطاً أو كال حنطةً فأصاب وجهه وذراعيه غبار لم يجزه ذلك عن التيمم حتى يمر يده عليه، آه (وبعد سطر) وإذا ألقت الريح الغبار علٰى وجهه ويديه فمسح بنية التيمم أجزأ على الثاني دون الأول. (الدر المختار مع رد المحتار، باب التيمم: ج ۱ ص ۲۳۷)

احوط یہ ہے کہ ڈھیلا اتنا بڑا ہو جس پر دونوں ہاتھ سے ایک دفعہ ضرب کر سکیں، یا کہ کم از کم اتنا بڑا کہ ایک ہاتھ پورا یعنی ہتھیلی مع انگلیوں کے اس پر آ جائے اور یکے بعد دیگرے دونوں ہاتھوں کو اس پر مار سکیں کیونکہ بعض علما کے نزدیک ضرب تیمّم کا رکن ہے(۱) اور استنجا میں تیمّم کا ڈھیلا استعمال کرنا جائز ہے مگر اچھا نہیں، فقہا نے ناپاک جگہ وضو کرنے کو خلاف ادب کہا ہے اور وجہ یہی لکھی ہے کہ وضو کا پانی قابل حرمت ہے، پس ایسے ہی تیمّم کا ڈھیلا بھی ہے۔

۶ ربیع الاول ۴۵ھ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۸۶ و ۳۸۷)

ایک جگہ متعدد بار تیمّم درست ہے یا نہیں:

سوال: اکثر مسجدوں میں دیکھا گیا ہے کہ تیمّم کرنے کے واسطے مٹی کا ایک گولہ بنا لیتے ہیں اور اس پر تیمّم کرتے ہیں، ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس گولہ پر صرف ایک مرتبہ تیمّم درست ہے، اس پر بار بار تیمّم نہیں کر سکتے ہیں، کیوں کہ اس پر نجاست حکمی اترتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

اس مٹی کے گولہ پر بار بار تیمّم کرنا درست ہے اور اس پر نجاست حکمی کا اثر نہیں ہوتا جو شخص ایسا کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے۔

(۱) عن عمار ابن یاسرؓ أنه كان يحدث أنهم تمسحوا وهم مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بالصعيد لصلاة الفجر فضربوا بأكفهم الصعيد ثم تمسحوا وجوههم مسحةً واحدةً ثم عادوا فضربوا بأكفهم الصعيد مرةً أخرىٰ فمسحوا بأيديهم كلها إلى المناكب والآباط من بطون أيديهم. (أبو داؤد، باب التيمم، ص ۵۷، نمبر ۳۱۸)

اس حدیث میں بھی ضرب ہی کا تذکرہ ہے۔ انیس الرحمٰن قاسمی

درمختار میں تصریح ہے کہ ایک جگہ پر بار بار تیمّم کرنا صحیح ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۶۱) ☆

نمک پر تیمّم کرنے کا حکم:

سوال: اگر نمک کا بڑا ڈھیلا رکھا ہوا ہو تو اس پر تیمّم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

سمندری نمک کے ڈھیلے پر نہیں کر سکتے، پہاڑی نمک پر تیمّم کر سکتے ہیں۔

ولو تيمم بالملح نظر إن كان مائياً أي كان ماءً فجمد لايجوز لأنه ليس من أجزاء الأرض وإن كان جبلياً أي معدنياً وهو مااستحال ملحاً من أجزاء الأرض يجوز به التيمم لأنه من جنس الأرض الخ وقال قاضيخان: واختلفوا في الجبلي والصحيح هو الجواز. اهـ. (كبيرى: ص ٦٧) فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان، ۲۲/۶/۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء (خیر الفتاویٰ:۲/۱۲۰) ☆

(۱) وأما إذا تيمم جماعة من محل واحد فيجوز كماسيأتي في الفروع لأنه لم يصر مستعملاً، إذ التيمم إنما يتأدى بما التزق بيده لابما فضل كالماء الفاضل في الإناء بعدوضوء الأول، وإذا كان على حجر أملس فيجوزبالأولى،نهر. (ردالمحتار، باب التيمم،تحت قوله بمطهر :۱/۲۲۰،ظفير)

☆ ایک ہی جگہ سے بار بار تیمّم کرنا درست ہے:

سوال والد صاحب بہت زیادہ عمر رسیدہ ہیں وضو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ایک بڑا سا مٹی کا ڈھیلا ان کے پاس رکھا ہوا ہے جس پر وہ بار بار بوقتِ نماز تیمّم کرتے رہتے ہیں۔کیا بار بار اس ایک ہی ڈھیلے پر تیمّم کرنا جائز ہے یا اسے بدلنا چاہئے؟ بینوا توجروا۔(العبد سیف اللہ خالد قادری، لاہور)

الجواب

ایک ہی ڈھیلے پر بار بار تیمّم کرنا درست ہے۔

وإذا تيمم مراراً من موضع واحد جاز، كذا في التاتارخانية. (عالمگیری: ج۱ص۱۶) فقط والله تعالىٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان، ۲۶/۷/۱۳۹۸ھ (خیر الفتاویٰ:۲/۱۲۴)

☆ نمک پر تیمّم کرنے کا حکم:

سوال: جناب محترم مفتی صاحب! ایک آدمی نمک کی کان میں کام کرتا ہے، اگر وہاں اس کو تیمّم کی ضرورت پڑ جائے اور گرد و نواح میں مٹی بھی موجود نہ ہو تو کیا یہ شخص نمک پر تیمّم کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

پہاڑی نمک چونکہ زمین ہی کے اجزا میں سے ہے اس لئے اس پر تیمّم کرنا شرعاً جائز ہے، تاہم جو نمک سمندر کے پانی سے بنا ہوا اس پر تیمّم کرنا جائز نہیں ہے۔

كما قال العلامة إبراهيم الحلبيؒ: "ولو تيمم بالملح نظر إن كان مائياً أي كان ماءً فجمد لايجوز لأنه ليس من أجزاء الأرض وإن كان جبلياً أي معدنياً وهو ما استحال ملحاً من أجزاء الأرض يجوز به التيمم لأنه من جنس الأرض". (كبيرى، باب التيمم: ص ٦٧) (قال العلامة قاضى خانؒ: "اختلفوا في الجبلي والصحيح هو الجواز". (فتاوىٰ قاضي خان، فصل فيما يجوز به التيمم: ج ١ ص ٦٢/ومثله في البحر الرائق، باب التيمم: ج۱ص۱۴۷)۔(فتاویٰ حقانیہ:۲/۶۱۴)

کوئلہ سے تیمّم کرنا:

سوال: کوئلہ دو قسم کا ہوتا ہے: (۱) جبلی (پہاڑی) کوئلہ جو کہ کان سے نکالا جاتا ہے (۲) اور ایک وہ جو لکڑی کو جلا کر اس سے کوئلہ بنایا جاتا ہے، کیا جبلی (پہاڑی) کوئلہ اور اس کی بنی ہوئی راکھ پر تیمّم کرنا جائز ہے؟

الجواب

جبلی کوئلہ چونکہ حکماً پتھر ہے اس لئے یہ جنس الارض سے شمار ہوگا جس پر تیمّم صحیح اور درست ہے، اسی طرح اس کی راکھ پر بھی تیمّم صحیح ہے۔(۱)

قال الحصكفيؒ: "(ومترمد) بالاحتراق إلا رماد الحجر فيجوز كحجر مدقوق أو مغسول". (الدر المختار على صدر رد المحتار، باب التيمم: ج ۱ ص ۲۴۰) (فتاویٰ حقانیہ، جلد دوم صفحہ ۶۰۹)

جبلی کوئلہ اور اس کی راکھ پر تیمّم:

سوال: جہاز میں اگر مٹی نہ مل سکے تو بوقت ضرورت جو جبلی کوئلہ جہاز میں جلایا جاتا ہے اس پر تیمّم کرنا جائز ہے یا نہیں، اس کوئلہ کو اصلی جبلی سوختہ ہونے کا حکم دے کر عدم جواز ہوگا یا سیاہ پتھر کا حکم دے کر جواز کا حکم ہوگا؟

الجواب

بندہ کے نزدیک جبلی کوئلہ اور اس کی راکھ پر تیمّم کرنا جائز ہے، کیوں کہ ان کا حکم حجر کا ہوگا۔(۲)

ولا (بمنطبع) ......(ومترمد) بالاحتراق إلا رماد الحجر فيجوز كحجر مدقوق. (الدر المختار على صدر رد المحتار، باب التيمم: ۱/۱۶۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ خلیل احمد عفی عنہ (فتاویٰ مظاہر العلوم: ۱/۱)

پتھر، لکڑی اور کپڑے وغیرہ پر تیمّم کا حکم

لکڑی، پتھر، کپڑا، پختہ فرش یا دیوار، خشک یا سبز گھاس ان میں کسی پر ذرا بھی غبار نہ ہو تو تیمّم درست ہے یا نہیں؟

الجواب

لکڑی، کپڑے پر بدون غبار کے تیمّم درست نہیں، اسی طرح گھاس سبز اور خشک کا حکم ہے۔(۳)

(۱-۲) عن الشعبي قال يتيمم بالكلأ والجبل يعني ما يقع على الجبل من التراب. (مصنف عبد الرزاق، باب الذي لا يجد تراباً يتيمم بغيره: ، ج اول، ص ۱۶۹، نمبر ۸۳۷/ مصنف ابن أبي شيبة، باب ما يجزي الرجل في تيممه، ج اول، ص ۱۴۸، نمبر ۱۷۰۶، انیس)

(۳) ولا يجوز عندنا بما ليس من جنس الأرض وهو ما يلين بالنار أو يترمد كالذهب والفضة الخ وكالحنطة وسائر الحبوب والأطعمة من الفواكه وغيرها وأنواع النباتات مما يترمد بالنار إذا لم يكن عليه غبار. (غنية المستملي: ص ۴۷، باب التيمم، ظفیر)

اور پتھر، دیوار، خشت خام و پختہ و چونہ پر بلاغبار بھی تیمّم درست ہے۔(۱)
لکڑی وغیرہ پر تھوڑا غبار بھی کافی ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۴۴)

راکھ پر تیمّم کرنے کا حکم:

سوال: گوبر کی راکھ پر تیمّم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ سنا ہے کہ راکھ پاک ہوتی ہے۔
(محمد طیب طاہر، نقشبند کالونی، ملتان)

الجواب

راکھ پاک ہوتی ہے۔ **السرقين إذا أحرق حتى صار رماداً فعند محمد يحكم بطهارته وعليها الفتوىٰ، اهـ** . (عالمگیری: ج ا ص ۲۳) مگر اس پر تیمّم اس لئے جائز نہیں کیونکہ یہ جنسِ ارض سے نہیں۔ **كل ما يحترق فيصير رماداً كالحطب والحشيش ونحوهما أوما ينطبع ويلين كالحديد والصفر والنحاس والزجاج وعين الذهب والفضة ونحوها فليس من جنس الأرض......(إلىٰ قوله) ولا يجوز بالرماد والعنبر اهـ** (عالمگیری: ج ا ص ۱۴) **فقط واللہ اعلم** احقر محمد انور عفا اللہ عنہ۔(خیر الفتاویٰ: ۲/۱۲۶) ☆

(۱) ويجوز التيمم عند أبي حنيفة ومحمد بكل ما كان من جنس الأرض كالتراب والرمل والحجر والجص والنورة والكحل والزرنيخ الخ ثم لايشترط أن يكون عليه غبار .(الهداية، باب التيمم،۱/۱۵،ظفیر)
(۲) وكذا يجوز بالغبار مع القدرة على الصعيد عند أبي حنيفة ومحمد لأنه تراب رقيق. (هداية:۱/۱۵)ولو أن الحنطة أوالشيء الذى لايجوز عليه التيمم إذا عليه الغبار فضرب يده عليه وتيمم ينظر إن كان يستبين أثره بمده عليه جاز وإلا فلا. (رد المحتار، باب التيمم،۱/۲۲۲،ظفیر)

عن الشعبي قال: يتيمم بالكلأ والجبل يعني ما يقع على الجبل من التراب (مصنف عبد الرزاق، باب الذى لا يجد تراباً يتيمم بغيره، ج اول ص ۱۶۹، نمبر ۸۳۷/ مصنف ابن ابی شیبة ، باب ما يجزى الرجل في تيممه ج اول ص ۱۴۸، نمبر ۱۷۰۶)

جو چیزیں مٹی کی قسم سے نہ ہوں جیسے لکڑی، سونا، چاندی، کپڑا، لوہا، تانبا، پلاسٹک، نمک، موتی، شیشہ، عنبر، کافور، مسک، لکڑی ولوہے وغیرہ کے برادے اور جملہ پھل واناج وغیرہ ان پر تیمّم جائز نہیں۔ البتہ اگر ان پر گرد وغبار ہو تو ان پر اس غبار کی وجہ سے مسح جائز ہے۔ سونا چاندی وغیرہ میں اگر خام مٹی ملی ہوئی ہو تو ان پر تیمّم جائز ہے۔ (ردالمحتار: ۱/۲۴۰) (طہارت کے احکام ومسائل، ۱۷۹، ۱۸۰، انیس)

☆ **راکھ پر تیمّم کرنے کا حکم:**

سوال: راکھ پر تیمّم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

تیمّم کیلئے جنس الارض ہونا ضروری ہے، فقہاء کرامؒ نے جنس الارض کی پہچان کے بارے میں فرمایا ہے کہ جنس الارض ہر وہ شے ہے جو جلانے سے نہ راکھ بنے اور نہ پگھل جائے، چونکہ راکھ اس شے سے بنتی ہے جو جل کر راکھ بن جاتی ہے جس پر جنس الارض کی تعریف صادق نہیں آتی، اس لئے طہارت کے باوجود اس سے تیمّم کرنا جائز نہیں ہے۔

قال العلامة أبوبكر الكاسانيؒ: "جنس الأرض :فكل مايحترق بالنار فيصير رماداً كالحطب والحشيش ونحوهما أوماينطبع ويلين كالحديد والصفر والنحاس والزجاج وعين الذهب والفضة ونحوها فليس من الأرض وماكان بخلاف ذلك فهو من جنسها". (بدائع الصنائع،فصل في بيان مايتيمم به: ج ا ص ۵۳)(وفي الهندية مثله،الباب الرابع في التيمم،الفصل الأول: ج ا ص ۲۶) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۶۱۰)

بس کی دیوار وغیرہ پر تیمّم کرنے کا حکم:

سوال: ایک شخص بس میں سفر کررہا ہے اور نماز کا وقت ہوگیا بس میں وضو کا انتظام نہیں ہے اور نہ بس رکتی ہے تو یہ شخص بس کی دیوار پر تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

بس کی دیوار وغیرہ پر اگر غبار ہے تو تیمّم کرسکتا ہے ورنہ نہیں کرسکتا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

ویجوز التیمم عند أبی حنیفة ومحمد بکل ما کان من جنس الأرض من التراب الرمل والحجر والجص... وکذا یجوز بالغبار. (الهدایة: ۵۱/۱، باب التیمم)

جدید فقہی مسائل میں ہے:

''ٹرین بس وغیرہ کی دیوار عموماً لوہے یا لکڑی یا پلاسٹک کی ہوتی ہیں ان پر تیمّم کرنا درست نہیں ہے، البتہ عموماً سفر کے دوران ان پر گردوغبار جم جاتا ہے اور امام ابوحنیفہ کے یہاں گردوغبار پر بھی تیمّم کیا جاسکتا ہے۔ (جدید فقہی مسائل: ۹۸/۱) (۱) واللہ اعلم (فتاویٰ دار العلوم زکریا، جلد اول: ص ۵۷۱)

گدّا یا تکیہ پر تیمّم کا حکم:

سوال: ایک شخص صاحبِ فراش ہے اور ڈاکٹروں نے اس کو پانی کے استعمال سے منع کیا ہوا ہے، کیا وہ گدّا یا تکیہ پر تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

ایسا صاحبِ فراش جس کو ڈاکٹروں نے پانی کے استعمال سے منع کیا ہو اس کے لئے گدّا اور تکیہ پر تیمّم کرنا جائز ہے

---

(۱) گردوغبار کسی چیز پر ہو جیسے گاڑی، بس، ہوائی جہاز، ٹرین یا خود اپنا بدن یا کسی حلال جانور کے جسم پر ہو تو ان سے تیمّم جائز ہے۔ تکیہ، گدا وغیرہ پر اگر گرد اتنی ہو کہ ہاتھ مارنے سے اڑے تو ان پر تیمّم جائز ہے۔ راکھ سے تیمّم جائز نہیں۔ الّا یہ کہ وہ راکھ پتھر یا مٹی کی ہو۔ (رد المحتار: ۲۴۰/۱)

گھاس وغیرہ پر اگر گردوغبار ہو تو اس پر تیمّم کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر گردوغبار اڑ کر منھ اور ہاتھوں پر پڑ جائے اور ہاتھ سے مل لے تو تیمّم جائز ہوگا۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۸۰، انیس الرحمٰن)

قال إبراهیم الحلبیؒ: ''ولا یجوز عندنا بما لیس من جنس الأرض وهو ما یلین بالنار أو یترمد کالذهب والفضة والحدید والرصاص والصفر والنحاس ونحوها مما ینطبع ویلین بالنار وکالحنطة وسائر الحبوب والأطعمة من الفواکه وغیرها وأنواع النبات مما یترمد بالنار إذا لم یکن علیها غبار وإن کان علیٰ هذه الأشیاء المذکورة غبار یجوز التیمم بغبار عند أبی حنیفة ''الخ. (کبیری، باب التیمم: ج۱ص۷۶، انیس)

جبکہ اس پر غبار ہو، جیسا کہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

والصحيح قول أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ، وصورة التيمم بالغبار أن يضرب بيده ثوباً أو لبداً أو وسادةً أو ما أشبهها من الأعيان الطاهرة التي عليها غبار فإذا وقع الغبار علىٰ يده تيمم" آه (**تاتارخانية، باب التيمم**: ج۱ص۲۴۰) (۱) (فتاویٰ حقانیہ، جلد دوم، صفحہ ۶۱۰)

تیمّم کے وقت کپڑے کی نجاست کو دور کرنے کا حکم:

سوال: زید کے پاس ایک ہی کپڑا پاک تھا وہ بھی ناپاکی سے مل کر ناپاک ہو گیا تو کیا تیمّم کے باوجود اس ناپاک کپڑے کو جس قدر نجاست لگی ہے دھو کر پہن کر نماز پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

ناپاک کپڑے کو جس قدر نجاست لگی ہو اس کا دھونا ضروری ہے، چاہے غسل سے نماز پڑھی جائے یا تیمّم سے، تیمّم کی وجہ سے اس کے حکم میں فرق نہیں آیا۔ (۲) (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۹/۵) ☆

بیمار کو نجاست لگی ہو اور پانی نقصان کرے تو وہ طہارت کیسے حاصل کرے گا:

سوال: بیمار آدمی کے بدن پر نجاست لگی ہوئی ہے پانی نقصان کرتا ہے تو کس طرح طہارت حاصل کرے؟

---

(۱) **قال إبراهيم الحلبيؒ: "ولا يجوز عندنا بما ليس من جنس الأرض وهو ما يلين بالنار أو يترمد كالذهب والفضة... الخ. (كبيرى، باب التيمم: ج۱ص۶۷، ومثله في مجموعة الفتاوىٰ، كتاب الطهارة: (ج۱ص۱۷۸)**

(۲) **تطهير النجاسة واجب من بدن المصلي وثوبه ......ويجوز تطهيرها بالماء وبكل مائع طاهر. (الهداية: ۷۱/۱، باب الأنجاس وتطهيرها، شركة علمية، وكذا في خلاصة الفتاوى: ۴۶/۱، الفصل الثامن في النجاسة. كذا في النهر الفائق: ۱۴۲/۱، باب الأنجاس، رشيديه)**

☆ اگر پانی نقصان کرتا ہو تو نجاست حقیقیہ کے دھوئے بغیر صرف تیمّم کرنا:

سوال: ایک شخص وجع مفاصل کی بیماری میں مبتلا ہے اور اس کو پانی نقصان کرتا ہے۔ اگر اس کو احتلام ہو جائے تو وہ بلا دھوئے نجاست حقیقیہ کے تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ (المستفتی مولوی عبدالرؤف خان، جگن پور)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

نجاست لگی رہے تو نماز نہیں ہوگی، نجاست زائل کرنا ضروری ہے۔ (تطهير النجاسة واجب من بدن المصلي وثوبه ......ويجوز تطهيرها بالماء وبكل مائع طاهر. (الهداية: ۷۱/۱، باب الأنجاس وتطهيرها، انيس)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۲۷/۲)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

بدن پر نجاست ہوتو اس کو دھولے بعد میں تیمّم کرے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۴۴) ☆

جنبی کا تیمّم کر کے تلاوت اور نماز پڑھنا:

سوال: ایک شخص ماسٹری کرتا ہے اور دینی تعلیم وغیرہ بھی اس کے ساتھ ساتھ رکھتا ہے، تو وہ بحالت جنابت کلام پاک تعلیم دے سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اور احتیاطاً صبح کو غسل نہیں کرتا ہے دوپہر کو غسل کرتا ہے، فجر کی قضا ظہر کے وقت میں پڑھتا ہے۔ غسل جنابت کے بجائے تیمّم کر کے قرآن چھونا اور پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں۔ اگر غسل کر کے صبح کی نماز یا تلاوت قرآن کرتا ہے تو بیمار ہونے کا غالب گمان ہے، جبکہ کلام پاک میں موجود ہے:

''لاَ یَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ''

دوسری جگہ:

''فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا''. بھی موجود ہے۔

سائل کی مراد ہے کہ جنابت کے دفع کے لئے تیمّم کر کے نماز اور قرآن پاک پڑھے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر آپ کو بار بار کے تجربہ سے، یا مسلمان دیندار حاذق طبیب کی تشخیص وقول کے مطابق، غسل کے نقصان کرنے کا

---

(۱) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرئية الخ بقلعها أي بزوال عينها الخ ويطهر محل غيرها أي غير مرئية بغلبة ظن غاسل،الخ. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس:۱/۳۰۲)

(أو لمرض) يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم الخ (تيمم). (الدر المختار علىٰ ردالمحتار، باب التيمم:۱/۲۱۵، ظفیر)

☆ تیمّم سے بدن پر لگی نجاست پاک نہیں ہوتی:

سوال: اگر غسل کرنے سے معذوری ہو تو کیا وقت کی تنگی یا بغیر تنگی کے بدن پر جہاں نجاست لگی ہو دھونا ضروری ہے یا تیمّم سے یہ جگہ بھی پاک ہو جائے گی؟

الجواب ـــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر عذر شرعی کی بنا پر تیمّم کیا ہے، تو اس سے جو نجاست بدن پر لگی ہوئی ہے، وہ پاک نہیں ہوئی، اس کو مستقلاً پاک کرنا ضروری ہے۔(تطهير النجاسة واجب من بدن المصلي..........ويجوز تطهيرها بالماء وبكل مائع طاهر. (الهداية:۱/۱۷، باب الأنجاس، مكتبة شركة علمية، الحلبي الكبير: ص۱۷۷، باب الأنجاس، سهيل اكيڈمی، لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۷/۶/۱۵ھ، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۷/۶/۱۶ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، ۸۷/۶/۱۸ھ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۱۹۰)

ظن غالب ہو، تو غسل کے لئے تیمّم کرکے تمام نمازیں اور تلاوت سب پڑھیں اور کریں، اگر وضو میں نقصان کرتا ہو تو اس کے لئے بھی تیمّم کرلیا کریں مگر نماز قضا ہرگز، ہونے نہ دیں۔

اور جس تیمّم سے نماز پڑھ سکتے ہیں اس سے تلاوت بھی کر سکتے ہیں۔ تلاوت کے لئے علیحدہ تیمّم کی ضرورت نہیں ہے۔(۱)

البتہ محض تلاوت کے لئے یا ذکر اذکار کے لئے تیمّم کرے تو اس تیمّم سے نماز نہ ہوگی، نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ یہ مسئلہ تو فقہ کی کتابوں میں عام طور سے لکھا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دار العلوم دیوبند، سہارنپور، ۱۴/۹/۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح: محمود عفی عنہ۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۵۱و۱۵۲)

نماز جنازہ اور سنت مؤکدہ کے لئے تیمّم:

سوال: اگر نماز جنازہ تیار ہو اور وضو کرنے لگے، تو نماز ختم ہو جانے کا خطرہ ہو، اس صورت میں تیمّم کرکے نماز جنازہ میں شریک ہو جانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی عبادت کے فوت ہونے کا خطرہ ہو اور اس کی قضا بھی نہ ہو، تو پانی موجود ہونے کے باوجود اس کے لئے تیمّم جائز ہے، اس لئے اگر نماز جنازہ کی آخری تکبیر سے قبل شرکت کی امید ہو تو تیمّم جائز نہیں، ورنہ تیمّم کرکے شریک ہو سکتا ہے۔(۲)

---

(۱) لو كان يجد الماء إلا أنه مريض يخاف إن استعمل الماء اشتد مرضه .... ويعرف ذلك الخوف إما بغلبة الظن عن أمارة أو التجربة أو إخبار طبيب حاذق مسلم. (فتاویٰ هندية: ۱/۲۸، رشيديه، پاکستان)

----لو تيمم الجنب يريد به الوضوء جاز. لو تيمم لقراءة القرآن عن ظهر القلب أو عن المصحف أو لزيارة القبور أو لدفن الميت أو للأذان أو للإقامة أو لدخول المسجد أو لخروجه ،الخ. (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۲۶، رشیدیہ، پاکستان، مرتب)

(۲) مندرجہ ذیل عبادتوں کے لیے پانی قریب ہونے کے باوجود تیمّم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ جب نماز جنازہ کھڑی ہو اور کسی شخص کو وضو نہ ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ اگر وہ وضو کرنے کے لیے جائے گا تو نماز چھوٹ جائے گی، تو اس کے لیے تیمّم کرکے جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے، البتہ اگر نماز جنازہ کی بعض تکبیرات ملنے کا گمان ہو تو پھر تیمّم سے نماز جائز نہیں، وضو ضروری ہے اس لیے کہ اس صورت میں اس کے لیے باقی تکبیرات کو پورا کرنا ممکن ہے۔

۲۔ اگر تیمّم کرکے اس نے ایک جنازہ کی نماز ادا کی اور پھر دوسرا جنازہ آ گیا اور وضو کی مہلت نہ ملی تو اسی تیمّم سے دوسری نماز بھی پڑھے گا، اور اگر پہلی نماز کے بعد وضو کے لیے وقت تھا مگر پھر بھی نہ کیا تو پہلا تیمّم ٹوٹ گیا، اب اگر اس دوسرے جنازہ کی نماز کے لیے وضو کی گنجائش نہیں ہے، تو دوبارہ تیمّم کرکے نماز پڑھے گا۔ (رد المحتار: ۱/۲۴۱-۲۴۲)

==

نماز عید کا بھی یہی حکم ہے کہ فراغ امام کا خوف ہو تو تیمّم کر کے شریک ہو جائے، اسی طرح چونکہ سنن مؤکدہ کی قضا نہیں، لہذا ان کے فوت ہونے کا خوف ہو تو بھی پانی ہونے کے باوجود تیمّم کر کے سنتیں پڑھ لے۔

قال فی شرح التنویر: (و) جاز (لخوف فوت صلاة جنازة) أی کل تکبیراتها ... (أو) فوت (عید) بفراغ إمام أو زوال شمس (إلٰی قوله) لأن المناط خوف الفوت لا إلٰی بدل، فجاز لکسوف وسنن رواتب. (الدر المختار متن رد المحتار، باب التیمم: ج۱/۲۴۱، ۲۴۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵/ ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۵۹) ☆

== ۳۔ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز تیار ہو اور قریب میں پانی نہ ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر وضو کے لیے جائے گا تو نماز چھوٹ جائے گی، تو تیمّم کر کے نماز میں شریک ہوگا۔ (ردالمحتار: ۱/۲۴۱-۲۴۲)

۴۔ اگر عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز کا آخری وقت (استواء شمس) ہو رہا ہو امام بے وضو ہو اور بالکل قریب میں پانی نہ ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ عید گاہ سے اگر وضو کے لیے جائے گا تو زوال شمس ہو جائے گا، تو اس صورت میں تیمّم کر کے نماز ادا کرے گا، (لیکن واضح ہو کہ اس زمانہ میں ہر جگہ بالکل قریب میں پانی ہوتا ہے اس لیے تیمّم جائز نہ ہوگا، جہاں قریب میں پانی نہ ہو وہاں جائز ہوگا)۔ (ردالمحتار: ۱/۲۴۱-۲۴۲)

۵۔ اسی طرح وہ تمام سنن مؤکدہ جو نماز ظہر و مغرب وعشا اور جمعہ کے بعد ہیں اگر ان کو ادا نہ کی اور وضو جاتا رہا اور وقت اس قدر تنگ ہو کہ اگر وضو کے لیے جائے گا تو وقت ختم ہو جائے گا، تو ان کو تیمّم کر کے ادا کرے گا۔ (ردالمحتار: ۱/۲۴۱-۲۴۲)

جمعہ اور وتر کے لیے پانی کی موجودگی میں تیمّم جائز نہیں ہے۔ (ردالمحتار: ۱/۲۴۶)

۶۔ اسی طرح اگر کسوف کی نماز کھڑی ہو اور کسی کو وضو نہ ہو اور اندیشہ ہو کہ وضو کے لیے جائے گا تو نماز چھوٹ جائے گی، تو اس کے لیے تیمّم کر کے شریک ہونا جائز ہے۔ یا کسوف و خسوف کی نماز کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمّم کر کے ادا کرے گا۔ (ردالمحتار: ۱/۲۴۶) (طہارت کے احکام ومسائل۔ انیس)

عن ابن عباسؓ قال: إذا خفت أن تفوتک الجنازة وأنت علٰی غیر وضوء فتیمم وصلّ. (مصنف ابن أبی شیبة، کتاب الجنائز، فی الرجل یخاف أن تفوته الصلوة علی الجنازة وهو غیر متوضی ء: ۲/ ص ۴۹۷، نمبر ۱۱۴۶۷، انیس)

☆ نماز جنازہ کے لیے تیمّم:

سوال: پانی کی موجودگی میں اگر جنازہ فوت ہونے کا خطرہ ہو تو تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

ہر وہ نماز جس کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی تلافی بصورت قضا ممکن نہ ہو اور اس کے فوت ہونے کا خطرہ ہو، تو اس مجبوری کی وجہ سے اس کی ادائیگی کے لیے تیمّم کرنا مرخص ہے، لہذا نماز جنازہ فوت ہونے کے خدشہ کی صورت میں تیمّم کرنا جائز ہے، **(عن ابن عباسؓ قال: إذاخفت أن تفوتک الجنازة وأنت علٰی غیر وضوء فتیمم وصلّ. (مصنف ابن أبی شیبة، کتاب الجنائز، فی الرجل یخاف أن تفوته الصلوة علی الجنازة وهو غیر متوضی ء، جلد ثانی: ص ۴۹۷، نمبر ۱۱۴۶۷۔ انیس)**

تاہم ولی میت اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اس کے لیے وضو کرنا ضروری ہے۔

قال الحصکفیؒ: (و) جاز (لخوف فوت صلاة جنازة) أی کل تکبیراتها ولو جنبًا......(أو) فوت (عید) بفراغ إمام أو زوال شمس. قال ابن عابدینؒ: (قوله وجاز لخوف فوت صلاة جنازة) أی لو کان الماء قریباً (قوله أی کل تکبیراتها) فإن کان یرجو أن یدرک البعض لایتیمم لأنه یمکنه أداء الباقی وحده. بحر عن البدائع والقنیة. (الدر المختار مع رد المحتار، باب التیمم: ۱/۲۴۱، ۲۴۲) ==

جلدی میں تیمّم سے نماز جنازہ پڑھی، کیا اس سے نماز وقتی بھی پڑھ سکتا ہے:

سوال: زید بوجہ جلدی کے تیمّم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہو گیا تھا۔ بعدہ فرض نماز بھی اسی تیمّم سے پڑھ سکتا ہے یا با قاعدہ وضو کرنا پڑے گا؟

الجواب

اس تیمّم سے نماز فرض وقتیہ نہیں پڑھ سکتا۔ وضو کر کے نماز وقتیہ پڑھنی چاہئے۔ هٰكذا فى كتب الفقه. (۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۴۵)

تلاوت قرآن کے لئے تیمّم جائز ہے:

سوال: کیا تلاوت قرآن مجید کے لیے بلا عذر تیمّم جائز ہے؟

الجواب

تلاوت کے لیے طہارت شرط نہیں، ہر وہ عبادت جس کے لیے طہارت شرط نہ ہو، تو اس کی ادائیگی بلا وضو بھی جائز ہے، تاہم اس کے لیے تیمّم کرنا مستحب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صرف سلام کے جواب کے لیے تیمّم فرمایا تھا۔

قال محمد عبد الحیؒ: ويتيمم لذكر اللّٰه ولكل خير ولو السلام، قال ابن عمرؓ: مر رجل من المهاجرين علىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وهو يبول فسلم عليه ولم يرد عليه حتىٰ كاد الرجل يتوارىٰ عنه ثم تيمم فرد السلام، وقال: لم يمنعنى أن أرد عليك السلام إلا أنى لم أكن علىٰ طهر، ففى هذا الحديث دلالة علىٰ كراهة الكلام وعدم استحباب السلام ورده فى هذا المقام وعلىٰ أنه يستحب أن يكون ذكر اللّٰه على الوضوء أو التيمم لأن السلام اسم من أسماء اللّٰه تعالىٰ كذا فى المصابيح، ونحوه أى يتيمم أيضاً لمثل ذلك المذكور كمس المصحف و

== (قال فى الهندية: ويجوز التيمم إذا حضرته جنازة والولى غيره فخاف إن اشتغل بالطهارة أن تفوته الصلوٰة ولايجوز للولى وهو الصحيح هٰكذا فى الهداية. (الهندية، الفصل الثالث فى المتفرقات: ۱/۳۱، ومثله فى مختصر القدورى: ۱۵، باب التيمم). (فتاویٰ حقانیہ: ۲/۵۵۱)

(۱) (و) جاز (أى التيمم) (لخوف فوت صلاة جنازة الخ وإن لم تجز الصلاة به، قال فى البحر: وكذا لكل ما لا تشترط له الطهارة (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب التيمم: ۱/۲۲۳ و ۲۲۴، ظفیر)

عن عبد الرحمن بن القاسم فى الرجل يحدث فى العيد ويخاف الفوت قال: يتيمم و يصلى إذا خاف. (مصنف ابن أبى شيبة، باب فى من يحدث يوم العيد ما يصنع، ج ثانی، ص ۱۰، نمبر ۵۸۶۸، انیس)

قراء ة القرآن عنه أوعن ظهر القلب وزيارة القبور ودفن الميت والأذان والإقامة والدخول فی المسجد أوخروجه ولوعند وجود المال، صرح به فی شرح النقاية نقلاً من المبسوط. (السعاية، باب التيمم: ۵۳۲/۱)(۱)(فتاویٰ حقانیہ:۵۵۱/۲، ۵۵۲)

تلاوت کے تیمّم سے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: ایک مریض کے لئے پانی مضر ہے اس نے قرآن مجید کی تلاوت کے لئے تیمّم کیا، تو اس تیمّم سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

قاعدہ یہ ہے کہ اگر ایسی عبادت کے لئے تیمّم کیا جو خود مقصود بالذات ہو اور اس کے لئے طہارت بھی ضروری ہو، تو اس تیمّم سے نماز صحیح ہے ورنہ صحیح نہیں، مذکورہ بالا دونوں شرطیں پائی جائیں تو اس سے نماز ہوگی اور اگر دونوں شرطیں یا دونوں میں سے ایک مفقود ہو تو اس تیمّم سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

پس اگر بے وضو شخص نے زبانی تلاوت کے لئے تیمّم کیا، تو اس میں دوسری شرط مفقود ہے یعنی طہارت ضروری نہیں ، اور اگر قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے لئے تیمّم کیا تو پہلی شرط مفقود ہے یعنی یہ عبادت مقصودہ نہیں، اس لئے ان دونوں صورتوں میں اس تیمّم سے نماز نہیں پڑھ سکتا، البتہ اگر بوقت تیمّم صرف تلاوت کی نیت کے بجائے طہارت کاملہ کی نیت کرے تو اس سے نماز بھی درست ہے اور اگر جنب نے تلاوت کی نیت سے تیمّم کیا تو وہ اس تیمّم سے نماز پڑھ سکتا ہے اس لئے کہ تلاوت عبادت مقصودہ ہے اور اس کے لئے جنابت سے طہارت بھی شرط ہے۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالٰی: (قوله لم تجز الصلوٰة به) أی لفقد الشرط وهو أمران: كون المنوی عبادة مقصودة، وكونها لاتحل إلابالطهارة. أمافی دخول المسجد ففی المحدث فقد الأمران، وفی الجنب فقد الأول، وأما فی القراء ة للمحدث فلفقد الثانی، ولا يراد الجنب هنا لما تقدم قريباً من قوله أوجنبا فكالثانی: أی فتجوز الصلاة به. وأما المس مطلقاً فلفقدالأول. (ردالمحتار، باب التيمم: ج۲۲۶/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵ / ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ (احسن الفتاویٰ:۵۹/۲، ۶۰)

---

(۱) زبانی تلاوت کے لیے طہارت شرط نہیں ہے۔

قال العلامة محمد يوسف البنوریؒ: ويجوز التيمم مع وجود الماء لما ليس الطهور شرطاً فی فعله وحله كدخول المسجد للمحدث وكذا النوم أوقراء ة القرآن علٰی ظهر القلب، الخ. (معارف السنن: ۴۹۷/۱، بيان مسئلة جواز التيمم مع وجود الماء لما لم يكن الطهور شرطاً له)

پانی ہوتے ہوئے قرآن چھونے کے لئے تیمّم درست ہے یا نہیں:

سوال: مس مصحف کے لئے عند وجود الماء تیمّم درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

درست نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۶۰)

مسجد سے نکلنے کے لئے تیمّم:

سوال: زید مسجد میں سو رہا تھا اس کو احتلام ہو گیا، نکلتے وقت اس کو تیمّم کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(عبد الرزاق جالندھری، مقیم حجرہ نامہ)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

مسجد سے نکلنے کے لئے تیمّم ضروری نہیں ہے۔(۲)

البتہ کسی عارض کی وجہ سے اس وقت نکلنا دشوار ہو تو تیمّم ضروری ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۹/۱۱/۵۳ھ۔ صحیح: عبد اللطیف، ۱۲/ ذیقعدہ ۵۳ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۱۸۲-۱۸۳)

---

(۱) قلت: وفي المنية وشرحها: تيممه لدخول مسجد ومس مصحف مع وجود الماء ليس بشيء بل هو عدم لأنه ليس لعبادة يخاف فوتها، الخ لما مر من الضابط أنه يجوز لكل ما لا تشترط الطهارة له ولو مع وجود الماء، وأما ما تشترط له فيشترط فقد الماء كتيمم لمس مصحف فلا يجوز لواجد الماء الخ. (الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب التيمم: ۱/۲۲۵، ظفیر)

(۲) کر لے تو بہتر ہے، انیس۔

(۳) مستحب تیمّم:

مندرجہ ذیل عبادتوں کے لیے پانی کی موجودگی میں بھی تیمّم کیا جاسکتا ہے، اس لیے کہ ان کے لیے طہارت شرط نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے۔ جیسے:

۱۔ سلام کرنا یا اس کا جواب دینا۔
۲۔ مسجد میں داخل ہونا۔
۳۔ قبروں کی زیارت کرنا۔
۴۔ میت کی تدفین۔
۵۔ اذان واقامت۔
۶۔ مریض کی عیادت۔
۷۔ زبانی قرآن کی تلاوت۔

ہر نماز کے وقت غسل کے لئے تیمّم کرنا:

سوال: اگر غسل واجب ہونے کی صورت میں عذر شرعی کی وجہ سے تیمّم کر لیا تو کیا ہر نماز کے لئے مستقل تیمّم کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اس کا یہ تیمّم کافی ہوگا، جب تک کہ موجب غسل کوئی امر پیش نہ آئے اور ہر نماز کے وقت ضرورت نہیں ہے۔(۱)

(مجموعہ فتاویٰ عبدالحی ص ۱۹۳)

نواقض وضو، تیمّم جنابت کے لئے ناقض نہیں:

سوال: اگر جنبی بعذر شرعی تیمّم جنابت کرے تو وہ نواقض وضو سے ٹوٹ جاوے گا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

جنبی نے اگر بعذر شرعی تیمّم کیا تو اس عذر کے ختم پر وہ تیمّم بھی زائل ہو جائے گا، مثلاً پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا تو اگر پانی مل گیا اور قدرت ہوگئی تو تیمّم جنابت کا ٹوٹ جاوے گا، یا اگر مرض کی وجہ سے تیمّم کیا تھا تو جس وقت وہ مرض زائل ہو جاوے گا تیمّم ٹوٹ جاوے گا، یا اگر کوئی امر موجب غسل پایا جاوے گا تو تیمّم ٹوٹ جاوے گا اور نواقض وضو سے مطلقاً وہ تیمّم نہ ٹوٹے گا، مثلاً اس نے مرض کی وجہ سے تیمّم جنابت کیا یا پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا، اور پھر حدث جو موجب وضو ہے اس کو پیش آیا تو اس سے تیمّم جنابت کا نہ ٹوٹے گا۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۲۵۸/۱ و ۲۵۹)

== ۸۔ سونے سے پہلے، وغیرہ۔(ردالمحتار: ۲۴۱/۱-۲۴۲)۔(طہارت کے احکام ومسائل، انیس)

ولو احتلم فیہ، (أی المسجد) إن خرج مسرعًا تیمم ندباً، وإن مکث لخوف فوجوبًا، ولا یصلی ولا یقرأ. (الدر المختار: ۱۷۲/۱، سعید)

وفی الشامی: ''أقول: والظاهر أن هذا فی الخروج، أما فی الدخول فیجب الخ ثم رأیت فی الحلیة عن المحیط مایؤیده حیث قال: ولو أصابته جنابة فی المسجد، قیل: لایباح له الخروج من غیر تیمم اعتباراً بالدخول، وقیل: یباح الخ فجعل الخلاف فی الخروج دون الدخول، والوجه فیه ظاهر لایخفٰی علی الماهر الخ''. (ردالمحتار: ۱۷۲/۱، قبیل مطلب یطلق الدعاء علیٰ مایشمل الثناء، سعید. وکذا فی الفتاویٰ العالمگیریة: ۲۶/۱، الفصل الأول ما لابد منها للتیمم)

(۱) ویصلی بتیمم ما شاء من الفرائض والنوافل. (الهدایة، باب التیمم: ۵۵/۱)

ہاں البتہ اگر کوئی ناقض وضو پیش آ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور غسل کا تیمّم باقی رہے گا، دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔انیس

(۲) وناقضه ناقض الأصل) ولو غسلاً، فلو تیمم للجنابة ثم أحدث صار محدثاً لاجنباً الخ (وقدرة ماء)...... (کاف لطهره)...... (فضل عن حاجته)... الخ. (الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب التیمم: ۲۳۴/۱، ظفیر) ==

جنابت کے تیمّم پر، وضوٹوٹ جانے کا کوئی اثر نہیں پڑتا:

سوال: جنبی اگر کسی عذر کی وجہ سے تیمّم کرے اور اس کے بعد وضوٹوٹ جائے لیکن تاہنوز غسل پر قادر نہیں تو کیا وضو کے ساتھ ساتھ جنابت کے لیے دوبارہ تیمّم کی ضرورت ہوگی یا وہ ایک تیمّم کافی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

جب تک عذر باقی ہوتو جنابت کے لیے یہ ایک تیمّم کافی ہے، موجب غسل اگر دوبارہ متحقق نہ ہوتو قدرت علی الماء تک جنابت کے لیے دوبارہ تیمّم کی ضرورت نہیں، البتہ نواقض وضو کی موجودگی میں وضو باقاعدہ کرنا پڑے گا، تاہم اگر دوبارہ احتلام ہو جائے یا جماع کرے تو پھر دوبارہ تیمّم ضروری ہوگا۔

== نواقض تیمّم:

نواقض تیمّم سے وہ چیزیں مراد ہیں جن سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے اور دوبارہ کرنا ہوتا ہے اس سلسلہ میں دو امور خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔

۱......(الف) اول یہ کہ وضو جن امور (جیسے حدث کا لاحق ہونا، خون وغیرہ بہہ نکلنا) سے ٹوٹ جاتا ہے اگر وہ تیمّم کرنے والے کو پیش آجائیں تو تیمّم ٹوٹ جائے گا۔

(ب) اسی طرح اگر تیمّم غسل کے بدلے کیا ہے تو جو چیزیں غسل کو واجب کرتی ہیں جیسے جنابت حیض ونفاس اگر تیمّم کرنے والے کو پیش آجائیں تو اس کا تیمّم باطل ہو جائے گا، پھر طہارت کے لیے غسل کی جگہ تیمّم کیا جائے گا۔

(ج) اگر غسل اور وضو دونوں کے لیے ایک ہی تیمّم کیا تھا اور وضو توڑنے والی کوئی چیز پیش آجائے تو وہ تیمّم وضو کے حق میں ٹوٹ جائے گا اور غسل کے حق میں باقی رہے گا جب تک غسل واجب کرنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے۔

۲......دوسرے یہ کہ اگر تیمّم کسی عذر کی وجہ سے کیا تھا اور وہ عذر ختم ہو گیا تو اس کے زائل ہوتے ہی تیمّم باطل ہو جاتا ہے گرچہ اس کے بعد ہی فوراً دوسرا عذر پیدا ہو جائے۔

۳......اور تیسری چیز پانی کے استعمال پر قدرت کا ہونا۔

جیسے پانی کی غیر موجودگی میں تیمّم کیا تھا۔ پھر اسے پانی نظر آگیا اور اس کے استعمال پر قدرت بھی اسے حاصل ہوگئی تو تیمّم ٹوٹ جائے گا۔

اور اگر پانی نظر آجائے مگر اس پر قدرت نہ ہو تو تیمّم باطل نہ ہوگا، جیسے کوئی شخص ریل پر ہو اسے پانی کے چشمے وغیرہ دکھلائی دیں تو اس کا تیمّم نہ ٹوٹے گا۔ یا اگر کوئی شخص غسل کے بدلے تیمّم کیا تھا اور کسی سواری پر سوار تھا اور راستے میں پانی ملا مگر وہ سور ہا تھا اسے خبر نہ ہوئی تو اس کا تیمّم باطل نہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص تیمّم سے نماز پڑھ رہا ہو اسی حالت میں اسے پانی نظر آجائے تو تیمّم باطل ہو جائے گا۔ (ماخوذ رد المختار: ۱/۲۵۷-۲۵۴- فتاویٰ تاتارخانیہ: ۱/۲۵۵-۲۴۹)

اگر نماز کی حالت میں بعض مقتدیوں نے پانی دیکھا اور امام نے نہ دیکھا اور اسی حالت میں نماز پوری کر لیا تو جس نے پانی دیکھا تھا اس کی نماز فاسد ہوگئی وہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے گا، باقی لوگوں کی نماز ہوگئی۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۵۵-۲۴۹)

اگر چند تیمّم کرنے والے جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہوں اور کسی نے ایک جگہ پانی لا کر رکھ دیا اور بولا کہ جو چاہے وضو کر لے تو سب کی نماز فاسد ہوگئی۔ ایسی صورت میں امام کو چاہیے کہ اس سے وضو کر لے اور دوبارہ نماز پڑھائے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۵۵-۲۴۹) (طہارت کے احکام ومسائل: صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱، انیس)

قال إبراهيم الحلبيؒ: وإن كان الماء يكفي للوضوء ولا يكفي للمعة يتوضأ به ولاينتقض تيمم الجنابة لأن الماء في حق اللمعة كالمعدوم لعدم كفايته لها. (۱)**(كبيري، باب التيمم: ص ۸۶)**

(فتاویٰ حقانیہ: ج۲ص۵۵۲و۵۵۳)

ٹھنڈک کی وجہ سے تیمّم:

سوال: کسی کو غسل کی ضرورت ہوجائے اورسردی کی وجہ سے غسل نہ کرسکے،تو تیمّم کرکے قرآن پاک کو بغیر ہاتھ لگائے بچوں کو بتانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

محض سردی کے سبب غسل کی ضرورت ہونے پر تیمّم کرلینا درست نہیں ہے،اس سے طہارت حاصل نہیں ہوگی، ہاں اگر غسل کرنے سے بیماری کا خطرہ ہو تو تیمّم جائز ہے۔اس سے نماز بھی درست ہے اور قرآن کا پڑھنا پڑھانا بھی جائز و درست ہے۔(۲)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۷/۸/۱۳۷۱ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ جلد دوم صفحہ ۴۷)

مرض کی وجہ سے تیمّم کرکے نماز پڑھنا:

سوال: کوئی شخص نجاست غلیظہ میں گرفتار،علالت کی وجہ سے غسل نہیں کرسکتا ہو تو وہ جماعت سے نماز کیسے پڑھے؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

غسل نہ کرسکتا ہو تو بغیر غسل کئے ہوئے نجاست غلیظہ کو دھوکر وضو کرکے نماز پڑھے۔

جماعت سے نماز پڑھ سکتا ہو تو جماعت سے پڑھے،اور غسل کرنا واجب ہوگیا ہو اور غسل نہ کرسکتا ہو تو نجاست دھوکر غسل کی نیت سے تیمّم کرکے نماز پڑھے۔(۳)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالصمد رحمانی۔(فتاویٰ امارت شرعیہ جلد دوم صفحہ ۸۲)

---

(۱) **(قال في الهندية: لو كان مع الجنب ما يكفي للوضوء يتيمم ولايجب التوضوء به إلا إذا كان مع الجنابة حدث يوجب الوضوء. (الفتاویٰ الهندية، الفصل الثالث في المتفرقات: ۳۰/۱)**

(۲۔۳) اس لئے کہ ایسی ٹھنڈک میں تیمّم جائز ہے،جس میں پانی کا استعمال ہلاک کردینے والا یا بیمار بنادینے والا ہو،محض ٹھنڈک کا احساس جواز تیمّم کے لئے کافی نہیں ہے۔مجاہد

"(من عجز)......(عن استعمال الماء)......(لبعده)......(ميلاً)......(أوبرد) يهلك الجنب أويمرضه...... (تيمم). (الدر المختار علیٰ رد المحتار،باب التيمم: ۳۹۵/۱ تا ۴۰۱)